گنہگار فطرت

مسیح کی صلیب سلسلہ

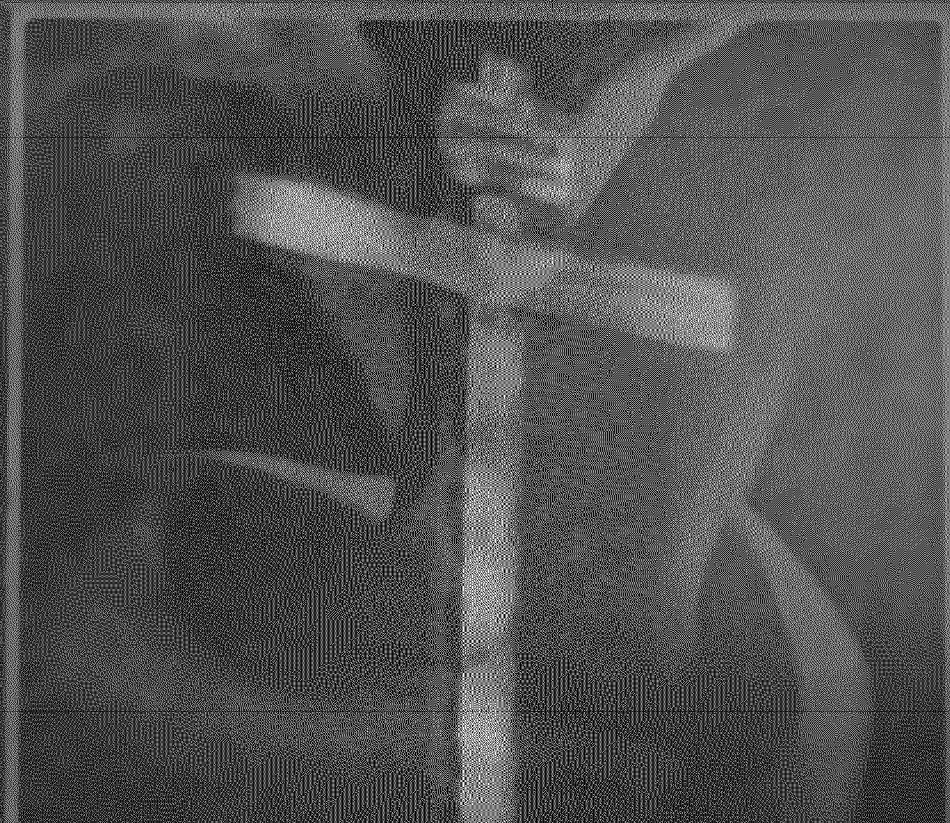

جمی سوگیٹ راہنمائے مطالعہ

Jimmy Swaggat

مترجم: ڈاکٹر عادل امین

گنہگار فطرت

مسیح کی صلیب سلسلہ

راہنمائے مطالعہ

از

جمی سویگیٹ

Jimmy Swaggat

مترجم: ڈاکٹر عادل امین

ISBN

06-029 o COPYRIGHT ^ 2005 World Evangelism Press®

P.O. Box 262550 o Baton Rouge, Louisiana 70826-2550

Website: www.jsm.org oEmail: info@jsm.org

225-768-7000

All rights reserved. Printed and bound in U.S.A.

No part of this publication may be reproduced in any form or b\ any means without the publisher's prior written permission.

فہرست مضامین

باب　　　صفحہ نمبر

تعارف

باب1۔ ا۔شخصی تجربہ

باب2۔ ۲۔مکاشفہ /انکشاف

باب3۔ گنہگار فطرت کیا ہے؟

باب4۔ گنہگار فطرت اور معصومیت

باب5۔ گنہگار فطرت اور انکار

باب6۔ گنہگار فطرت اور گناہ کا اجازت نامہ

باب7۔ گنہگار فطرت اور مزاحمت (جنگ)

باب8۔ گنہگار فطرت اور فضل

گنہگار فطرت

''مسیح کی صلیب'' سلسلہ

تعارف

مضمون	صفحہ
انتخاب/مرضی	
گنہگار فطرت	
قوتِ ارادی	
الٰہی فطرت	
قدیم جدوجہد	
مختلف وقت، یکساں مشکل	
مکاشفہ	

گنہگار فطرت کا تعارف

دوروز قبل (جب میں یہ نوٹ بیان کر رہا تھا)، میرا ایک ٹیلی ویژن چینل میں جانا ہوا، جہاں انجیل کے بارے میں ایک مخصوص پروگرام نشر کیا جا رہا تھا۔ ایک نوجوان شخص بہت بڑے مجمع کے سامنے بشارتی خدمت کر رہا تھا۔ اُس کے پیغام کا مرکزی خیال لوگوں کو یہ بتانا تھا کہ وہ اپنی زندگی کی رکاوٹوں پر کیسے غالب آ سکتے ہیں۔ وغیرہ۔

اگر چہ اس نے نہایت باریکی کے ساتھ بیان کیا، اور یہاں پر میں اتنی باریکی میں وقت نہیں لگاؤں گا، اس نے ایمانداروں کو جس جواب کی پیش کش کی وہ تھا ''سخت جدوجہد کرنا''، اگر چہ اُس نے اپنے جواب کو نفسیاتی مطالعہ کی روشنی میں خوب بنا سنوار کر پیش کیا تھا، تو بھی ایمانداروں کے لئے حرفِ آخر یہ تھا کہ وہ ''سخت جدوجہد'' کرتے رہیں۔

بلا جھجک بیان کروں تو، کلامِ مقدس کی ہدایت کا رُخ جو کوئی بھی ہو، اس کا لبِ لباب یکساں ہی ہوتا ہے۔۔۔ کہ ایماندار ''سخت جدوجہد کرتے رہیں۔ معذرت خواہ ہوں لیکن یہ مشورہ کلامِ مقدس سے مطابقت نہیں رکھتا، اور اسی لئے یہ نا مناسب بھی ہے۔

انتخاب/مرضی

جب گناہ کی بات آئے، خواہ کسی بھی قسم کا ہو، تو چرچ عموماً یہ سکھاتا ہے کہ ''گناہ انتخاب یا مرضی کا معاملہ ہے''۔ دوسرے الفاظ میں، وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ اگر ایماندار کسی بھی طرح خداوند کے ساتھ چلنے میں ناکام رہیں تو اس کی سادہ ترین وجہ یہ ہے کہ وہ ایسا کرنا چاہتے ہیں۔

یہ سراسر جھوٹ ہے۔
آئیں میں اس کی وضاحت کروں!

گنہگار فطرت

جب کوئی شخص مسیح کے پاس آتا ہے تو وہ زندگی سے آیا ہوتا ہے جو پوری طرح سے اور ہر اعتبار سے گنہگار فطرت یعنی گنہگار انسانیت کی غلامی میں رہی ہو۔ مختلف لوگوں میں شاید اس کی مختلف اشکال یا راہیں ہوں، لیکن اس دنیا کا ہر بے ایمان شخص پوری طرح سے گنہگار فطرت کی غلامی میں ہی ہوتا ہے۔ ہوسکتا ہے اپنی زندگی کے کچھ خاص پہلوؤں میں وہ ان کو روکنے اور ان سے باز رہنے کے لائق ہوں، لیکن بعض شعبہ جات میں، خواہ وہ کچھ بھی ہوں، وہ انہیں روک نہیں سکتے اور باز نہیں رہ سکتے، میں پھر کہنا چاہوں گا کہ اس کا مطلب بہر حال یہ ہی ہے کہ وہ پوری طرح سے گنہگار فطرت کی غلامی میں ہوتے ہیں۔

اگر بطور ایماندار آپ اپنے غیر نجات یافتہ وجود پر از سرِ نو غور کریں تو آپ کو ماننا پڑے گا کہ آپ کے وجود کا ہر حصہ کسی نہ کسی طور پوری طرح سے گنہگار فطرت کی غلامی میں تھا۔ اُس وقت تو آپ سمجھ نہیں پاتے تھے لیکن اب دوبارہ غور کرنے سے آپ جان جاتے ہیں کہ معاملہ کیا تھا۔ لیکن جب آپ خداوند کے پاس آتے ہیں، تو کلامِ مقدس صاف صاف بیان کرتا ہے کہ:

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

''چنانچہ ہم جانتے ہیں کہ ہماری پرانی انسانیت اس کے ساتھ اس لئے مصلوب کی گئی کہ گناہ کا بدن بے کار ہو جائے تا کہ ہم آگے کو گناہ کی غلامی میں نہ رہیں'' (رومیوں 6:6)

باالفاظِ دیگر، جب آپ نے نجات پائی تو پرانا جان ڈو (John Doe) مر گیا، اور اس لئے مر گیا کیونکہ مسیح کے ساتھ مصلوب ہو گیا تھا (رومیوں 5-6:3)۔ دیگر الفاظ میں، خداوند نے آپ کے لئے بحالی یا علاج کا کوئی پروگرام شروع نہیں کیا تھا، کیونکہ کوئی علاج تھا ہی نہیں۔ دراصل، لفظ ''بحالی'' بائبل مقدس میں موجود نہیں ہے کیونکہ روحانی طور پر اس کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا۔ جدید چرچ بحالی کی بات کرنا پسند کرتا ہے لیکن سچائی یہ ہے کہ ایسی کوئی چیز موجود ہی نہیں ہے۔ لفظ ''بحالی'' انسانی نفسیات کے جہان سے صادر ہوتا ہے اور از روئے بائبل مقدس روحانی معاملات کے اعتبار سے اس کی کوئی بنیاد نہیں ہے۔

جب ایمان لانے والا گنہگار مسیح کے پاس آتا ہے تو اُسے فی الفور نیا مخلوق بنا دیا جاتا ہے ''......وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں، دیکھو وہ نئی ہو گئیں'' (2۔کرنتھیوں 5:17)

ایمان لاتے وقت اسی لمحہ میں، گنہگار فطرت کو پوری طرح سے غیر فعال کر دیا جاتا ہے۔ کنگ جیمز کی تحریر میں لفظ ''بے کار'' کیلئے Destroyed استعمال کیا گیا ہے (رومیوں 6:6)، اور جہاں تک غیر فعال ہونے کا تعلق ہے تو یہ لفظ بالکل ٹھیک ہے۔ بہر حال، اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ یکسر ختم ہو گئی یا نیست ہو گئی ہے۔ یونانی زبان میں ''بے کار'' کیلئے لفظ Katargeo ''کا تار گیو'' ہے جس کا مطلب ہے ''غیر موثر بنا دیا جانا''۔ لیکن اس کے باوجود یہ موجود رہتی ہے۔ حقیقت میں، ایماندار کو گنہگار فطرت کے اعتبار سے مرنا ہوتا ہے لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، گنہگار فطرت بذاتِ خود مرتی نہیں ہے (رومیوں 6:11)۔

قوتِ ارادی

جدید چرچ میں اکثریتی سطح پر یہ غلط نظریہ پایا جاتا ہے کہ ایک بار جب کوئی شخص مسیح کے پاس آ جائے تو اب وہ گناہ کو ''ہاں'' یا ''ناں'' کہہ سکتے ہیں، جیسے ان کا ارادہ ہو۔ وہ یہ نتیجہ اخذ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص گناہ کرے تو اس نے ارادے کے ساتھ گناہ کیا ہے جس کا مطلب یہ ہے کہ اس کا خداوند کے ساتھ خاطر خواہ تجربہ نہیں ہے، یا شاید وہ نجات یافتہ ہی نہیں ہے۔ بد قسمتی سے، ایسی عدالت یا فیصلے کرنے والے لوگ شاید بدترین روحانی حالت میں ہوتے ہیں، بہ نسبت اُن کے جن کے بارے میں وہ فیصلہ صادر کر رہے ہوتے ہیں۔

میں یہ بات کیسے جانتا ہوں؟

مجھے یہ بات اس لئے معلوم ہے کیونکہ اگر صلیب کو نظر انداز کیا جائے یا درست طور سے سمجھا نہ جائے تو ایسے لوگ بذاتِ خود شدید مشکلات کا شکار ہو جائیں گے۔ ہوسکتا ہے کہ وہ اسے چھپانے کی کوشش کریں، اور دوسروں پر حملہ (الزام تراشی) کر کے اپنی ان مشکلات کے سدِ باب کی کوشش کریں۔ دراصل، کسی کی زندگی میں فتح کا ہونا اس وقت تک ممکن نہیں جب تک کوئی مسیح کی صلیب کو درست طور سے سمجھ نہ لے، کیونکہ اس کا تعلق تقدیس کے ساتھ ہے۔

جی نہیں! یہ معاملہ گناہ کو محض ''ہاں'' یا ''ناں'' کہنے کا نہیں ہے۔ جب کوئی مسیح کے پاس آتا ہے تو خداوند اس ایماندار کو یکا یک ہی انتہا درجہ کی قوتِ ارادی نہیں دے دیتا۔ فتح مندی پانے کا یہ طریقہ نہیں ہے، اور نہ پہلے کبھی رہا ہے (رومیوں 7:18)۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

الٰہی فطرت (روحانی فطرت)

جب ایمان لانے گنہگار مسیح کے پاس آ تا ہے،تو نجات پانے (تبدیل ہونے) کے وقت الٰہی فطرت (روحانی فطرت) ایماندار کا حصہ بن جاتی ہے۔اب وہ شخص ''نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں، دیکھو وہ نئی ہوگئیں'' (2-کرنتھیوں 5:17)۔ دراصل، ایماندار میں تین فطرتیں ہوتی ہیں:

1۔ ذاتِ الٰہی (الٰہی فطرت)، (2- پطرس 1:4)

2۔ بشریت (انسانی فطرت)، (پیدایش 1:26-27)

3۔ گنہگار فطرت، 1-یوحنا 1:8)

یسوع میں بشریت بھی تھی اور الٰہی فطرت (ذاتِ الٰہی) بھی، لیکن اُس میں گنہگار فطرت نہیں تھی۔اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ وہ پیدایش کے عمومی اصول کے تحت پیدا نہیں ہوا تھا، یعنی یوسف اُس کا حقیقی باپ نہیں تھا، بلکہ وہ روح القدس کی قدرت سے پیٹ میں پڑا (متی 1:18)۔ ہر انسان ''گنہگار فطرت'' لے کر پیدا ہوتا ہے، چونکہ ہم آدم کی صورت پر پیدا ہوتے ہیں جو اپنی خطا کے سبب سے گناہ میں گرا، اس لئے نتیجتاً اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ آدم انسانی نسل کا جدِ امجد تھا، اُس کے گناہ میں گرنے سے ہر انسان جو اس دنیا میں پیدا ہوتا ہے، ان سب کی بابت کہا جائے گا کہ وہ اُسی سے تعلق رکھتے ہیں (پیدایش 5:3، 1-کرنتھیوں 15:21-22)۔

ایمان لانے والا گنہگار جب نئے سرے سے پیدا ہوتا ہے تو اس وقت اس کی ''گنہگار فطرت'' پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اس کے بعد اسے اسی طرح سے رہنا چاہئے، اگر ایماندار صلیب کو تقدیس کا وسیلہ نہ سمجھے تو بدقسمتی سے ایماندار دیکھے گا کہ گنہگار فطرت دوبارہ اس کے اندر سے پھوٹ رہی ہے اور کئی مشکلات کا سبب بنتی ہے، اور جدید چرچ میں زیادہ تر صورت حال ایسی ہی ہے۔

اس راہنمائے مطالعہ کا یہ ہی مقصد ہے۔

دعا کے ساتھ اس کا مطالعہ کرنے اور اس سچائی کو قبول کرنے کے بعد:

''آپ آزاد کئے جائیں گے''۔ (یوحنا 8:32)

قدیم جدوجہد

اگلے صفحات میں ہم جو کچھ پیش کرنے جا رہے ہیں وہ کسی بھی طرح سے نیا نہیں ہے، تاہم، زیادہ تر لوگوں کے لئے نیا ہی ہوگا، سادہ ترین وجہ یہ ہے کہ زیادہ تر چرچز میں اس کی بہت کم تعلیم دی جاتی ہے۔ بہت ہی شرم کی بات ہے یہ سوچنا کہ اور کوئی بھی اہم بات نہیں ہے۔

یہ جدوجہد بہت قدیم ہے، جس کا آغاز طلوعِ وقت کے ساتھ ہی ہو گیا تھا۔ قائن اور ہابل کی داستان اس کی ایک کامل مثال ہے؛ اس سے فی الحقیقت ایک مثال ہی مراد ہے۔ خدا کا طریقہ اور اصول اوّلین خاندان کو دیا گیا تھا۔ وہ طریقہ (راہ) تھا ''ذبح کیا ہوا برّہ'' جو آنے والے نجات دہندہ خداوند یسوع مسیح کی علامت تھا (پیدایش 4 باب)۔

اگر دنیا کے تمام مذاہب کا باریکی سے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ تمام مذاہب میں یسوع مسیح کی بجائے خدا تک رسائی کیلئے ایک

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

راہ کی پیش کش کی گئی ہے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں سنگین ترین غلطی پائی جاتی ہے۔ بہر حال، لازم ہے کہ اسے جانا اور سمجھا جائے: خدا تک رسائی کا راستہ صرف اور صرف یسوع مسیح کے وسیلہ سے ہے(یوحنا14:6)۔ یسوع مسیح کے وسیلہ کے بغیر خدا تک پہنچنے، خدا کو جاننے یا خدا کو سمجھنے کی کوئی راہ نہیں ہے۔ ہابل نے اس بات پر ایمان رکھا، اُس کے بھائی قائن نے خداوند کی دی گئی ہدایات کے ساتھ اتفاق نہ کیا، اور اپنے ذرائع اور راہ پر چلا۔

یہ بات جانی پہچانی لگتی ہے، کیا ایسا نہیں ہے؟

جی ہاں!، قائن کے پاس بھی ایک مذبحہ تھا تاہم اس کی قربانی میں ''ذبحہ کیا ہوا برّہ'' شامل نہیں تھا بلکہ وہ اپنے ہاتھ کی مشقت کی چیزیں لایا۔

بدقسمتی سے ہابل کے مذبحہ کے گرد تھوڑے اور قائن کے مذبحہ کے گرد بہت سے لوگ ہیں۔ انسان کی نگاہ میں ہابل کی قربانی حقارت کی تھی جبکہ خدا کی نظر میں نہایت خوبصورت قربانی تھی۔ انسان کی نگاہ میں قائن کا مذبحہ خوبصورت تھا جبکہ خدا کی نظر میں حقیر تھا۔

قائن کی قربانی رد کر دی گئی؛ اس کی قربانی کا رد کیا جانا ایسا ہی تھا جیسے خود اس کو رد کر دیا گیا ہو۔ ہابل کی قربانی قبول کی گئی اور اس کی قربانی کا قبول کیا جانا ایسا ہی تھا جیسے خود اس کو قبول کر لیا گیا ہو(پیدائش4باب)۔

مختلف وقت، یکساں مشکل

اُس وقت سے لے کر اب تک صورت حال تبدیل نہیں ہوئی۔ انسان خدا کی راہ کو قبول کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا، بلکہ مذہبی بن کر خود ساختہ راہیں اپناتا ہے جنہیں خدا کبھی قبول نہیں کر سکتا۔ انسان کی راہیں زمانہ قدیم کے قائن کی طرح ہمیشہ مذہبی ہوتی ہیں اور چونکہ وہ مذہبی ہوتی ہیں اس لئے کئی لوگوں کو فریب دیتی ہیں۔

اس راہنمائے مطالعہ میں جو کچھ ہم آپ کو پیش کریں گے وہ انسان کی نہیں بلکہ خدا کی راہ ہے۔ اسے مقبولیت حاصل نہیں ہوگی کیونکہ صلیب کبھی مقبول نہیں رہی۔ دراصل اس کے بارے میں صرف ایک ہی بات کہیں جا سکتی ہے اور وہ ہے''اس کا کام''،

مکاشفہ

اگر چہ میں اپنی زندگی بھر بائبل مقدس کا پُر جوش طالب علم رہا ہوں، تاہم جو کچھ میں اس راہنمائے مطالعہ میں آپ کو پیش کروں گا وہ انسان سے صادر ہونے والی بات نہیں بلکہ مکاشفہ سے ملنے والی بات ہے۔ اس کے باوجود بھی جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، یہ بات نئی نہیں ہے۔ یہ وہ ہی بات ہے جو خداوند نے پولس رسول کو دی لیکن ایک طویل مدت سے جدید چرچ اس کی منادی چھوڑ چکا ہے۔ یہ نہایت افسوسناک بات ہے! ہم لوگوں کو نجات پانے کا طریقہ بتاتے ہیں لیکن اس کے بعد خدا کے لئے زندگی گزارنے کے جو طریقے اور راہیں بتاتے ہیں وہ زیادہ تر غلط ہوتے ہیں۔ افسوس کے ساتھ، جدید چرچ اور میں اُن لوگوں کی بات کرتے ہیں جو واقعی نجات پا چکے ہیں، اور اس کا سارا زور مستقل بنیاد پر رومیوں 7ویں باب کے مطابق زندگی گزارنے پر ہے، جس میں دراصل ''کثرت کی وہ زندگی''، نہیں جس کی بات یسوع نے کی تھی(یوحنا10:10)۔

یسوع نے کہا تھا،''اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی''(یوحنا8:32)۔ میری دعا ہے کہ آگے آنے والے صفحات آپ پر اُس سچائی کو''ظاہر'' کریں اور اس طرح مطلوبہ مقاصد کی تکمیل ہو جائے۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 1
شخصی تجربہ

موضوع	صفحہ
پولس رسول	
مسئلہ الٰہیاتی نہیں بلکہ اخلاقی ہے	
کم فہمی / سمجھ کی کمی	
خدا کا کلام	
دعا	
اس کے جی اٹھنے کی قدرت	
اس کے دکھوں میں شراکت	
اس کی موت سے مشابہت کے لائق بنایا جانا	
صبر	
روٹی کا غلہ کچلا نہ جائے گا	
اناج پھٹکنے کی جگہ	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 1
شخصی تجربہ

شخصی تجربات اس وقت قابلِ اعتبار ہوتے ہیں جب کامل طور سے خدا کے کلام کے ساتھ ہم آہنگ ہوں؛ بصورت دیگر، اس کا کوئی فائدہ نہیں۔ لیکن اگر پورے طور سے خدا کے کلام کے ساتھ ہم آہنگ ہو تو مفید ہوسکتا ہے، اور اس کو تعلیم دینے کا ایک بڑا ذریعہ ہونا چاہئے۔ شخصی تجربہ سے زیادہ سکھانے والی کوئی چیز نہیں ہے، یعنی اگر ہم خدا کے کلام کو اپنی زندگیوں میں اس کا بالکل جائز مقام دیں۔

میں سب سے پہلے کچھ ایسے بیانات دوں گا جو صدمہ کا باعث بن سکتے ہیں لیکن وہ حقیقت پر مبنی ہیں۔ میں انجیل کی منادی کرنے والوں کو بطور مثال استعمال کروں گا، لیکن بیانات کا اطلاق کسی بھی ایماندار پر ہوسکتا ہے، اور ہوتا بھی ہے۔ لیکن نکتہ کی عکاسی یا نشاندہی کے لئے، میں منادی کرنے والوں کو استعمال کروں گا۔

اِس وقت ہزاروں کی تعداد میں ایسے خادم موجود ہیں جو خداوند سے سچا پیار کرتے ہیں، جو راستبازی کی مثال بننے کی پوری کوشش کر رہے ہیں، جنہیں پاک روح کا بپتسمہ ہوا ہے، جو اپنی اپنی منسٹریز میں زندگیوں کو بدلتے اور جانوں کو نجات پاتے دیکھتے ہیں، لیکن اس کے ساتھ ہی ساتھ، وہ کون ہیں لوگ ہیں جو روحانی ناکامی کی زندگی گزار رہے ہیں- اور اس حقیقت سے قطع نظر کہ وہ اپنی بھرپور کوشش اس کام کے لئے کرتے ہیں۔ رومیوں ساتواں باب واضع طور پر اس کی تصویرکشی کرتا ہے۔

پولس رسول

کوئی بمشکل ہی پولس رسول کے نجات یافتہ، بپتسمہ یافتہ اور پاک روح سے معمور ہونے کا انکار کر سکے گا، اور یہ کہ اسے رسول ہونے کے لئے بلایا گیا تھا۔ لیکن اس کے باوجود، پولس نے دریافت کیا کہ وہ خواہ کتنی ہی سخت کوشش کیوں نہ کرلے، اور اپنی قوتِ ارادی کو جس حد تک بھی استعمال کرلے (رومیوں 7:18)، وہ ہنوز فتح مندزندگی نہیں گزار سکتا، یعنی گناہ پر فتح مندزندگی۔

آئیں جلدی سے بیان کریں کہ جب پولس رسول نے رومیوں کا ساتواں باب لکھا، تب بھی یقینی طور سے وہ جانتا تھا کہ فتح مند زندگی کیسے گزارتے ہیں، اور بلاشبہ وہ ایک فتح مندزندگی گزار رہا تھا، کیونکہ اُس کی فتح مندزندگی کا مکاشفہ اُسے خود خداوند یسوع مسیح نے دیا تھا (گلتیوں 1:11-12)۔ بہرحال، ایک خاص وقت کے دورانیہ میں، شاید کئی سال پر محیط عرصہ میں، پولس چونکہ اب تک صلیب کی فتح سے واقف نہ تھا، اس لئے خداوند کے لئے جینے میں غلط راہوں سے کوشش کرتا تھا، جس کا نتیجہ ناکامی کی صوررت میں نکلا، جیسا کہ ہمیشہ ہوتا ہے!

یہ بات پولس کے دفاع میں جاتی ہے کہ اُس وقت دنیا میں اور کوئی بھی نہیں تھا جو صلیب کے مکاشفہ سے واقف ہو، کیونکہ یہ ابھی تک دیا ہی نہیں گیا تھا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، یہ سب سے پہلے پولس رسول کو ہی دیا گیا تھا۔ پولس کو دراصل نئے عہد کا مطلب دیا گیا تھا، جو کہ صلیب کا مطلب ہے، جو اُس نے اپنے خطوط کے ذریعہ سے ہمیں بھی دیا ہے۔ صف حیف کہ جدید چرچ اُس بات کا نہایت ہی کم فہم رکھتا ہے جو اُس نے ہمیں بتائی ہیں، یا پھر اُس بات پر یقین ہی نہیں رکھتا جو اُس نے ہمیں بتائی ہے۔

بہرحال، اس حقیقت کے باوجود کہ اُس خاص دور میں دنیا میں کوئی بھی شخص موجود نہیں تھا جو صلیب کی فتح کو جانتا ہو، جو کہ نئے عہد

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

کا مطلب ہے، تو بھی اس سچائی کو نہ جاننے کے ثمرات مسیح کے پیروکاروں کی زندگیوں میں پائے جانے لگے، یعنی، روحانی ناکامی، اور رومیوں کے ساتویں باب میں اس بات کا ثبوت بھی ملتا ہے۔

خدا کا شکر ہو اُس عظیم مکاشفہ کیلئے جو پولس رسول کو دیا گیا تھا، اور اُس نے ہمیں دیا تاکہ ہم بھی دنیا، بدن اور ابلیس پر فتح مند ہو کر زندگی میں چلیں۔ سچائی تو یہ ہے کہ کوئی بھی شخص صرف اُسی بات کے ساتھ اور وسیلہ سے فتح مند ہو سکتا ہے جو خداوند نے پولس کو بتائی تھی، اور وہ ہے صلیب کی فتح مندی (رومیوں 6:1-14؛ کلسیوں 2:14-15؛ گلتیوں 6:14)۔

مسئلہ الٰہیاتی نہیں بلکہ اخلاقی ہے

میں اپنی سوچ کی بصارت میں پیچھے 1991 تک چلا جاتا ہوں۔ منسٹری کا کام لڑکھڑاہٹ کا شکار تھا، اور میری سمجھ سے باہر تھا کہ کیا کروں۔ میری تمام تر کوششوں کے باوجود نتیجہ ناکامی اور صرف ناکامی تھا، میں جلدی جلدی بتاتا چلوں کہ، اس ناکامی کا دنیا نے خوب فائدہ اٹھایا اور افسوس کی بات ہے کہ، چرچ نے بھی خوب فائدہ اٹھایا۔

اُس دن کے مناظر میری سوچ میں جم کر رہ گئے تھے۔ منادی کرنے والے دائیں اور بائیں بلا رہے ہیں، سب کا تقاضا تھا کہ میں نفسیاتی راستہ اختیار کروں۔ جب آپ اپنی سی کوشش کر چکے ہوں اور سب کچھ کرنے کے باوجود ناکام رہے ہوں، اور سمجھ نہ پا رہے ہوں کہ کیوں، تو اس وقت آپ نہایت ہی کمزور ہو چکے ہوتے ہیں۔ بے شک، شیطان ایسی صورت حال کا بھرپور فائدہ اٹھاتا ہے! پولس رسول بھی صلیب کا عظیم مکاشفہ دیئے جانے سے پہلے ایسی ہی صورت حال میں سے گزر رہا تھا۔

پولس نے کہا کہ ''جو میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں'' (رومیوں 7:15)

کوئی بھی شخص یہی نتیجہ اخذ کرے گا کہ پولس رسول اپنی ساری توانائی کے ساتھ ایسی زندگی گزارنے کی کوشش کرتا تھا جیسی زندگی اسے گزارنی چاہیئے تھی۔ اس بڑی کوشش کے باوجود، بہرحال، اس نے جانا کہ وہ اُس نشان یا معیار تک پہنچ نہیں پایا۔ اور پھر وہ خود کو وہی کام کرتے پاتا تھا جسے ہرگز کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اس کا ایک ہولناک نتیجہ نکلتا ہے اور میں جلدی جلدی بیان کروں، کہ ایک ہولناک خوف بھی شروع ہو جاتا ہے۔

کم فہمی۔ سمجھ کی کمی

کنگ جیمز ورژن میں لفظ Allow کا ترجمہ رومیوں 7:15 میں استعمال کیا گیا ہے، دراصل اس کا ترجمہ Understand یعنی ''سمجھ'' کرنا چاہئے تھا، کیونکہ یہ ہی اس کا اصل مطلب ہے۔ پولس رسول نتیجہ یہ کہہ رہا ہے کہ ''میری سمجھ سے باہر ہے کہ میرے ساتھ کیا ہو رہا ہے۔ میں بہت کوشش کر رہا ہوں، لیکن میری ساری کوششوں کے باوجود، میں ناکام ہی ہو رہا ہوں!''

نہایت افسوس اور افسردگی کے ساتھ، زیادہ تر جدید چرچز کی آج بالکل ایسی ہی حالت ہے، اور میں اچھے مسیحیوں کی بات کر رہا ہوں! اُن کو ''اچھے مسیحی'' کہنا شاید میرے بیان کے خلاف محسوس ہو، لیکن اس کے باوجود میں نتائج کا نہیں بلکہ خدا کے ساتھ زندگی گزارنے کیلئے اُن کی کوششوں کا ذکر کر رہا ہوں۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

اب میں واپس اپنی شخصی صورت حال پر واپس آ تا ہوں: جب مجھے معلوم نہیں تھا کہ میری نا کامی کی وجہ کیا ہے،تو بھی اس کے ساتھ ہی ساتھ یہ ضرور جانتا تھا کہ دنیا کے پاس اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

خدکا کا کلام

ماہ اکتوبر کی اُس صبح میں، ہماری بیٹھک میں کئی لوگ بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کافی ٹیبل پر اپنی بائبل رکھی،اور میں نے کہا،'' مجھے جواب معلوم نہیں،لیکن یہ معلوم ہے کہ جواب خدا کے کلام میں موجود ہے،اور خدا کے فضل سے، مجھے وہ جواب ضرور مل جائے گا''۔ میں نے جتنے بھی کام کئے ہیں، یہ اُن میں سب سے بڑا کام تھا۔

میرا خیال ہے کہ کئی ایماندار، یہاں تک کہ کئی منادی کرنے والے اسی مقام تک پہنچتے ہیں، بہر حال، اگر کوئی شخص بائبل مقدس کی بجائے کسی اور وسیلہ کی طرف جاتا ہے،تو نتیجہ ہمیشہ افسردگی اور غمگینی کی صورت میں ہی نکلے گا۔ بائبل کے علاوہ کسی بھی وسیلہ کی طرف جانے کو بےاعتقادی لکھا گیا ہے، جو کسی شخص کو ناکامی کی اتھاہ گہرائیوں میں ہی لے جائے گی۔ اُس سمت میں کوئی فتح مندی نہیں ہے۔

یہی وجہ ہے کہ اگر لوگ صلیب کے پیغام کا انکار کریں تو یہ الٰہیاتی بنیادوں پر نہیں ہوتا۔ دیگر الفاظ میں، وجہ یہ نہیں کہ اسے سمجھنا بہت مشکل ہے۔ بلکہ یہ بےاعتقادی کی وجہ سے ہے،اور اس کا مطلب یہ ہوا کہ یہ ایک اخلاقی مسئلہ ہے۔

مسیح کی صلیب سے انکار کی اور چرچ میں انسان کے اندر سے جنم لینے والے ہر طرح کے منصوبوں اور تراکیب کی قبولیت کی اصل وجہ یہ ہی ہے۔ فتح مند زندگی کا جواب،اور فتح مند زندگی کا واحد جواب خدا کے کلام میں ہے۔

مجھے توقع ہے کہ اِس چھوٹے سے کتابچہ میں آپ کو جواب دے سکوں۔

دعا

میری تمام تر وفاداری اور تقدیس کے باوجود آسمان مجھ پر روشنی کے عظیم ظہور کے لئے فوراً ہی کھل نہیں گیا تھا۔لیکن آخر کار وہ کھُل ہی گیا اور خداوند مجھے کہہ رہا تھا کہ دن میں دو بار دعائیہ میٹنگز (اجتماعات) کا انعقاد کروں۔ اُس نے کہا،'' مجھے اس لئے شدت سے مت ڈھونڈو کہ میں کیا کر سکتا ہوں، بلکہ اس لئے کہ میں کیا ہوں یا کون ہوں''۔ اُس نے چاہا کہ میں اُسے اس انداز سے جان لوں جیسے پہلے کبھی نہ جانا تھا،اور پھر عین یہی کام ہوا۔

پولس بذاتِ خود بھی اشارتاً یہ بات کہیں کہ:

''اور میں اس کو اور اُس کے جی اٹھنے کی قدرت کو اور اس کے ساتھ دکھوں میں شریک ہونے کو معلوم کروں اور اس کی موت سے مشابہت پیدا کروں''(فلپیوں 3:10)

کیا یہ عظیم رسول یسوع کو فی الحقیقت پورے طور سے نہیں جانتا تھا؟ پس وہ کیوں ایسا کہتا ہے کہ ''میں اس کو......معلوم کروں''؟ رسول یہ کہنا چاہ رہا ہے کہ اُسے مسیح کو ایک خاص زاویہ یا انداز سے جاننا ضروری ہے،اور وہ اس پیغام میں ہمیں بھی بتا رہا ہے۔ آئیں اس بات پر غور کریں جو رسول نے کہی:

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

اُس کے جی اٹھنے کی قدرت

سب سے پہلے، پولس یہاں پر آنے والے وقت میں جی اٹھنے کی بات نہیں کر رہا، جس کی منظر کشی کرنتھیوں کے پہلے خط کے 15ویں باب میں کی گئی ہے، اور جسے بعض اوقات ہوا میں اڑ کر استقبال کرنا بھی کہا گیا ہے (1-تھسلنیکیوں 4:13-18)۔ بلکہ وہ مسیح کے جی اٹھنے کی اور ہمارے اُس کے ساتھ جی اٹھنے کی بات کر رہا ہے۔ اس تعلق سے اُس نے کہا کہ:

''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟''

''پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے تا کہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مُردوں میں سے جلایا گیا اُسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں''

''کیونکہ جب ہم اس کی موت کی مشابہت سے اس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بے شک اس کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی اس کے ساتھ پیوستہ ہوں گے'' (رومیوں 6:3-5)۔

ازراہِ کرم اس بات کو سمجھیں: پولس یہاں پر پانی کے بپتسمہ کی بات نہیں کر رہا بلکہ مسیح کی مصلوبیت کی، اور اس کی موت میں بپتسمہ لینے، اس کے ساتھ دفن ہونے اور اور اس کے ساتھ نئی زندگی میں جی اٹھنے کی بات کر رہا ہے، یعنی وہ تمام کام جو مسیح پر ایمان لانے کے وسیلہ سے کئے جاتے ہیں، اور وہ اُس کام کی بات کر رہا ہے جو اُس نے صلیب پر سے ہمارے لئے کیا۔

متعدد ایماندار جی اٹھنے والی زندگی کی بات کرتے ہیں لیکن اکثر اوقات وہ صلیب کو نظر انداز کر دیتے ہیں۔ رسول نے سادگی کے ساتھ بیان کیا ہے کہ اگر ہم ''جی اٹھنے والی زندگی'' رکھتے اور اس سے لطف اندوز ہونا چاہتے ہیں، اور یقیناً ایسا ہونا بھی چاہئے، جس کے لئے یسوع نے پوری قیمت ادا کر دی ہے، تو ہمیں لازماً سمجھنا چاہئے کہ جی اٹھنے والی زندگی کا دارومدار کلی طور پر اس بات کے فہم میں ہے ''ہم اس کی موت کی مشابہت سے اس کے ساتھ پیوستہ ہوں''۔ دیگر الفاظ میں، جی اٹھنے والی زندگی کی سند صلیب کی درست سمجھ پر منحصر ہے۔ اگر ہم صلیب کا مناسب فہم نہیں رکھتے پھر بہت ہی کم جی اٹھنے والی زندگی ہوگی۔

اُس کے دکھوں میں شراکت

بعض لوگوں کا خیال ہے کہ ہمیں مسیح کیلئے دکھ اٹھانا چاہئے۔ جی نہیں، اس بات کا یہ مطلب نہیں ہے۔

''اُس کے دکھوں میں شریک'' ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہم اُن دکھوں کے فائدے یا ثمر حاصل کرنے کی ضرورت ہے جو صلیب کی بات کرے۔ یسوع صلیب تک گیا، فرشتوں کے لئے نہیں، خدا ہونے کے لئے نہیں، اپنی خاطر نہیں، بلکہ کُلی طور پر آپ کے اور میرے لئے۔ جو کچھ ہمارے پاس ہے اُس نے اس کی بیش بہا قیمت ادا کی ہے اور یقینی طور پر اس کا یہ مطلب ہونا چاہئے کہ وہ چاہتا ہے کہ ہمیں وہ ساری چیزیں مل جائیں جن کیلئے اُس نے اتنی بڑی قیمت ادا کی ہے۔ میں صرف اُس کام کو قبول کر کے ''اس کے دکھوں میں شریک'' ہو سکتا ہوں جو اس نے میرے لئے صلیب پر کیا ہے، اور مزید یہ کہ، میں روزانہ کی بنیاد پر ایسا کر سکتا ہوں (لوقا 9:23)۔

اگر ہم بڑی قیمت سے جو اُس نے ہماری خاطر ادا کی تا کہ ہم سب کچھ حاصل کر سکیں کچھ فائدہ نہ اٹھائیں اور موقع کو غنیمت نہ جانیں تو، یہ ہمارے خداوند کی انتہا درجہ کی تضحیک ہوگی۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

آپ کو کیسا محسوس ہوگا اگر سخت محنت مشقت کر کے اپنے بیٹے یا بیٹی کیلئے ایک شاندار گھر بنائیں، اسے نفیس ترین اشیاً کے ساتھ آراستہ کریں، اور پھر اس شاندار گھر میں رہنے کی بجائے وہ اس گھر سے چند قدم کے فاصلے پر الگ خیمہ لگا لیں اور اُس خیمہ میں رہنے لگیں؟ مجھے یقین ہے کہ اس سے آپ کو کوئی خوشی نہیں ملے گی، اسی طرح یقین رکھیں کہ خداوند کو بھی کوئی خوشی نہیں ہوگی اگر ہم اُن سب چیزوں کو حاصل نہ کر سکیں جن کا اس نے ہمارے لئے انتظام کیا ہے۔

اُس کی موت سے مشابہت کے لائق بنایا جانا

میں ''اس کی موت سے مشابہت'' پیدا کروں، اُس ایمان کے اظہار کے ساتھ جس کے ساتھ اس نے میرے لئے سب کچھ کیا، اور صرف اسی بات پر ایمان کے وسیلہ سے! دیگر الفاظ میں، مجھے ''اس کی موت سے مشابہت پیدا کرنی ہے'' یہ سمجھ کر کہ ہر ایک چیز جو مجھے خداوند سے ملتی ہے وہ بطور وسیلہ مسیح کے ذریعہ مجھ تک پہنچتی ہے اور صلیب اس کا ذریعہ ہے۔

''مشابہت پیدا کرنا'' کیلئے یونانی لفظ summorphos سے، جس کا مطلب ہے ''کسی کی طرح، یا انداز کا ہو جانا، روایت لے لینا۔'' مجھے اپنی زندگی اور طرزِ حیات کو اُس کے صلیبی کام کے ساتھ ہم آہنگ کرنا ہے جو اس نے میرے لئے کیا، جس سے مجھے وہ سب کچھ مل جائے گا جس کی مجھے ضرورت ہے۔

پس، اُس روز جب خداوند مجھ سے ہمکلام ہوا اور کہا ''مجھے اس وجہ سے تلاش مت کرو کہ میں کیا کر سکتا ہوں، بلکہ اس وجہ سے کہ میں کون یا کیا ہوں؟'' مجھے معلوم ہے کہ وہ کس چیز کی بابت کہہ رہا تھا، حالانکہ مجھے اس بات کو سیکھنے میں کئی سال لگ گئے تھے۔

میری دعائیہ زندگی ہمیشہ بہت مضبوط رہی ہے، لیکن اب خداوند مجھ سے کہہ رہا تھا کہ میں اسے اور بڑھاؤں۔ دراصل، یہ میری اب تک کے وقت کی ایک مسلسل عادت ہے۔ دس سال سے کچھ زیادہ عرصہ تک ہمارا ایک چھوٹا سا گروپ صبح دس بجے اکٹھا ہوتا تھا اور شام 6:30 بجے تک رہتے تھے، سوائے بُدھ اور اتوار کی شام کے جن میں عبادات کا وقت تھا۔

ان وقتوں میں خداوند مجھے کثرت سے استعمال کرتا تھا اور مجھے اپنے آپ سے قریب تر کرتا جاتا تھا۔ تو بھی، اس کے ساتھ ہی ساتھ مجھے اس بات کا کوئی جواب نہیں ملتا تھا جس کے لئے میں شدت سے متلاشی تھا۔ دراصل، حقیقت تو یہ ہے کہ مجھے جس بات کی تلاش تھی میں اس بات کو جانتا ہی نہیں تھا۔ مجھے معلوم ہے کہ خداوند کی طرف سے میں فتح مندی کے ذرائع کا خواہشمند تھا، اور میں متواتر فتح کی بات کرتا تھا لیکن یہ بات اس وقت تک ہی رہی جب تک اختتام کو نہ پہنچ گئی۔

صبر

کئی بات میں خداوند سے شکوہ کرتا تھا کہ ''اس میں اتنا وقت کیوں لگ رہا ہے؟'' میں جو کچھ دیکھتا تھا اس سے زیادہ نتائج کا خواہش مند تھا۔ ایک خاص وقت تھا جب مجھے زبردست حوصلہ شکنی ہوئی، میں خداوند سے مسلسل کچھ مانگتا تھا لیکن ظاہراً کچھ بھی مل نہیں رہا تھا۔

اور تب ایسا ہوا! خداوند نے کم از کم مجھے یہ بتا دیا کہ آج تک تاخیر کی وجہ کیا ہے۔ نومبر 1992 کے ابتدائی ایام کی جمعرات کی کوئی رات تھی۔ اُس رات دعائیہ مجمع نسبتاً چھوٹا تھا، شاید ان کی تعداد 10 یا 15 ہی تھی۔ جب میں نے اس رات خداوند کا انتظار شروع کیا، تھوڑے ہی وقت کے بعد خدا کا روح مجھ پر نازل ہوا اور خدا نے میرے دل میں مجھ سے بات شروع کی۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

خداوند نے مجھے بتایا کہ وہ نہایت مناسب اور درست انداز سے میری زندگی میں کام کر رہا تھا۔ ہر ایک باریکی بیان کی جا رہی تھی؛ کوئی کام ادھورا نہیں چھوڑا جا رہا؛ یہاں تک کہ جن باتوں کو بے معنی سمجھا گیا ان کی بھی بڑی احتیاط کے ساتھ چھان بین کی جا رہی تھی۔ پھر اس نے مجھ سے کہا" کیونکہ حکم پر حکم۔حکم پر حکم۔قانون پر قانون۔قانون پر قانون۔تھوڑا یہاں تھوڑا وہاں"(یسعیاہ 28:10)۔

پہلے تو میں ٹھیک طرح سمجھ نہ پایا کہ خداوند مجھ سے کیا کہہ رہا ہے، بالخصوص یہ سوچ کر کہ وہ یسعیاہ کے صحیفہ میں سے ایک مشکل حوالہ استعمال کر رہا ہے۔ مجھے وہ بات سمجھنے میں کئی سال لگے جو بات دراصل خداوند نے کہی تھی۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اب تک میں اسے مکمل طور پر سمجھ نہیں پایا ہوں۔

1992 میں نومبر کی وہ رات، اُس نے مجھے بتایا کہ جا انداز سے وہ کام کر رہا ہے وہ انداز بھی اتنا ہی اہم ہے جتنا کہ اس کے کئے ہوئے کام اہم ہیں۔کوئی ایسی بات نہیں جو بیان کئے بغیر چھوڑی جائے گی، اور ضرور ہے کہ میری زندگی عین خدا کے کلام کے مطابق اور اس سے ہم آہنگ ہو۔ علاوہ ازیں، اس کا یہ مطلب ہے کہ یہ سب کچھ فوراً ہی رونما نہیں ہو جائے گا، بلکہ ہو جائیگا، تھوڑا یہاں، تھوڑا وہاں۔"

پانچ سال اور گزر گئے جب خداوند نے مجھ پر وہ باتیں کھولنا شروع کیں جن کے لئے میں شدت سے متلاشی تھا۔ بہر حال، وہ پانچ سال یقیناً ضائع نہیں ہوئے تھے، بلکہ یہ سب تیاری کا وقت تھا۔

روٹی کا غلہ کُچلا نہ جائے گا

اتنے سال خداوند کا انتظار کرنے کے دوران، مسلسل اس کے متلاشی رہتے ہوئے، اُس سے اور زیادہ نزدیک آتے آتے، خداوند نے میری بہت حوصلہ افزائی کے لئے یسعیاہ کے صحیفہ میں سے ایک اور مشکل حوالہ استعمال کیا۔ وہ حوالہ یہ ہے:

"روٹی کے غلہ پر دائیں چلاتا ہے لیکن وہ ہمیشہ اسے کوٹتا نہیں رہتا اور اپنی گاڑی کے پہیوں اور گھوڑوں کو اس پر ہمیشہ پھراتا نہیں رہتا۔ وہ اسے سراسر نہیں کچلے گا"(یسعیاہ 28:28)۔

دراصل یہ حوالہ کسی حد تک ایک سوال ہی ہے کہ "کیا روٹی کا غلہ کچلا جاتا ہے؟" اور جملہ کے باقی حصہ میں اس سوال کا نفی میں جواب ہے کہ "نہیں"۔ کسان اسے ہمیشہ پھٹکتا نہیں رہے گا۔ وہ اپنی گاڑی کے پہیوں کے ساتھ اسے ہمیشہ پیستا نہیں رہے گا، نہ ہی اپنے گھوڑوں کو ان پر پھراتا رہے گا۔

یہاں تک کہ جن جگہوں پر نہایت لاپرواہی کے ساتھ اناج کو پھٹکا جاتا ہے، وہاں بھی ان کے کام میں اعتدال پایا جاتا ہے۔ احتیاط کی جاتی ہے کہ اناج ٹوٹ پھوٹ نہ جائے۔ اور یہ ہی اس ساری تمثیل کا مرکزی خیال ہے۔ خدا اپنے لوگوں پر جو مشکلات بھیجتا ہے وہ ان کی قوت اور ضرورت کے لئے ہوتی ہیں۔ کسی بھی طور وہ انہیں کچلنے اور زخمی کرنے کیلئے نہیں بھیجتا، گیہوں کی بالوں پر یہ ساری سختی کا عمل اس لئے کیا جاتا ہے تاکہ اچھا اناج حاصل کیا جا سکے۔ جہاں پر یہ عمل بڑی سختی سے کیا جاتا ہے وہاں پر بھی "روٹی کا غلہ کچلا نہیں جاتا"۔

رویا

مجھے یقین ہے کہ وہ سن 1982 تھا۔ ہم گوئیٹے مالا شہر میں تھے، گوئیٹے مالا میں شہری سطح کا ایک کروسیڈ تھا۔ اس کا انعقاد شہر کے عین وسط میں ایک سٹیڈیم میں کیا جا رہا تھا جس میں تقریباً 35000 افراد کے بیٹھنے کی گنجائش تھی۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

فرانسس اور میں اپنی باقی ٹیم کے ارکان کے ساتھ کئی دن پہلے ہی وہاں پہنچے تا کہ عبادات کے اجتماعات کیلئے دعا کریں۔ میں نے وہ وقت مطالعہ اور دعا میں گزارا۔ جس رات کا ذکر ہو رہا ہے وہ یقیناً بُدھ کی رات تھی کیونکہ نظام الاوقات کے مطابق عبادات کو جمع کی رات میں شروع ہونا تھا۔

اگر میں بھول نہیں رہا تو، میں رات کو تقریباً ایک بجے بیدار ہوا، بستر میں سے نکلا اور ساتھ والے کمرے میں چلا گیا تا کہ میری وجہ سے فرانسس کی آنکھ نہ کھل جائے۔ وہاں میں نے خداوند کا مشتاق ہوا۔ سچی بات یہ ہے کہ، دعا کرنے کیلئے کئی باتیں تھیں۔ عین اُس وقت منسٹری بُری طرح سے حملوں کی زد میں تھیں، اُس پیغام کی وجہ سے جس کی بابت میرا ایمان ہے کہ خدا نے دیا تھا، تا کہ اپنے کاتھولک دوستوں کے سامنے سناؤں۔ اُس پیغام ''ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرایا جانا'' کو لوگوں نے ہلکے پھلکے انداز میں نہیں لیا تھا۔ مخالفت بہت ہی زوروں پر تھی!

لیکن زیادہ حیرانی کی بات یہ ہے کہ کیرزمیٹک اور میرے پنتی کاسٹل بھائیوں کی طرف سے بہت ہی زیادہ مخالفت ہو رہی تھی۔ بعض علاقوں میں تو ان کی یہ کوشش تھی کہ ہمارے پروگرام کی نشریات بھی بند کروادی جائیں۔ اس ساری ابتری کے درمیان، ہمیں گو یٹے مالا کروسیڈ سے دستبردار ہونا پڑا۔

جب رات کو میں خداوند کا مشتاق ہوا تو میرا دل نہایت غمگین تھا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، مجھے بہت سی باتوں کیلئے دعا کرنا ضرور تھا۔ بہرحال، کمرے میں آگے پیچھے چلتے ہوئے، جب میں نے دعا شروع کی تو میں نے پاک روح کی غیر معمولی حضوری محسوس کی۔ تب خداوند نے مجھے کچھ دیا جس کی بابت میرا ایمان ہے کہ وہ رویا تھی۔

اناج پھٹکنے والی جگہ

میں ہی اناج پھٹکنے والی وہ جگہ تھا جس کو یسعیاہ نے ''روٹی کا غلہ'' کہا تھا۔ رویا میں، میں نے دیکھا کہ اناج کو ہوا میں اڑایا جا رہا ہے اور ہوا اُس میں سے بھوسی کو ایک طرف لے جا رہی ہے جبکہ بیج زمین پر گرتا جاتا ہے (مجھے یاد نہیں کہ اگر میں زمین پر اناج کے کچلنے کا عمل دیکھا ہو، لیکن صرف اسے ہوا میں اڑایا جاتا تھا)۔

جب اناج اور بھوسی کو ایک خاص وقت تک ہوا میں پھینکا جاتا رہا تو اس کے بعد ایسا محسوس ہوا جیسے ساری بھوسی اناج پر سے الگ ہو گئی ہے۔ اناج پھٹکنے کی زمین پر بھوسی ہر جگہ بکھر گئی تھی۔ میں نے دیکھا کہ اسے آگ لگائی گئی۔ اور اُس وقت تک چلتی رہی جب تک اُس کا نام ونشان بھی مٹ نہ گیا۔

گو یٹے مالا شہر میں اُس صبح جب میں نے رویا دیکھی تو پاک روح زور سے مجھ پر نازل ہوا۔ اس کو بیان کرنا مشکل ہے۔ میں بے اختیار ہو کر رو رہا تھا اور میرا سارا بدن آنسوؤں سے تر بہ تر ہو رہا تھا۔ ان آنسوؤں کے ساتھ مجھے یاد ہے میں خداوند سے پوچھ رہا تھا کہ اے خداوند بھوسی کو جلا دینا کیوں ضروری ہے، خاص طور سے اس وقت جب وہ پہلے ہی اناج سے الگ کر لی گئی ہے، اور پھٹکنے کی جگہ پر سے بھی ہٹالی گئی ہے۔

خداوند میرے دل میں ہمکلام ہو کر کہنے لگا:

''بھوسی جسم اور پرانی زندگی کی علامت ہے، لازم ہے کہ اس میں سے کچھ بھی باقی نہ بچے''۔

اپنی مدد

حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

سچی بات یہ ہے کہ، اُس وقت تو مجھے سمجھ میں ہی نہ آ سکا کہ وہ مجھے کیا بتا رہا ہے۔ مجھے معلوم ہے کہ وہ مجھ سے میری زندگی کے بارے میں بات کرر ہا تھا اور اُس بھوسی کے بارے میں جسے اناج سے الگ کیا جانا ضرور تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم تھا کہ خدا جو کچھ ہمیں دیتا ہے وہ ہمیشہ ہماری ابتدائی سمجھ سے بھی زیادہ اہم ہوتا ہے۔ مجھے کچھ کچھ اندازہ ہوا کہ یہ سب کچھ کتنا دردناک عمل ہے۔لیکن یہ عمل خواہ جتنا بھی شدید کیوں نہ ہو، اس نے مجھے ہرگز نہیں کچلا اور نہ زخمی کیا۔خداوند نے صرف اتنا ہی زور استعمال کیا تھا جتنا اچھے اناج جو بھوسی سے الگ کرنے کیلئے ضروری تھا۔ ''روٹی کا غلہ کچلا نہیں گیا تھا''۔

باب 2

۲۔مکاشفہ /انکشاف

موضوع صفحہ

جسم کے کام
رومیوں کے نام پولس رسول کا خط
صلیب
وہ مجھے رومیوں کے خط کے چھٹے باب میں لے گیا
کرنتھیوں کے نام پہلا خط
مسیح کا کلام
پاک روح

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 2

مکاشفہ /انکشاف

اور پھر یہ ہوا! دن رات خداوند کا مشتاق ہونے کے بعد، اور تقریباً چھ سال تک اکثر آنسوؤں کے ساتھ، اچانک اور بغیر خبردار کئے، خداوند نے مجھ پر وہ سب کچھ ظاہر کرنا شروع کیا جس کی مجھے کافی عرصہ سے تلاش تھی۔ ایمانداری کی بات ہے کہ مجھے دن یا مہینہ یاد نہیں لیکن سال 1997 تھا۔ میں نے نہایت توجہ کے ساتھ دعاؤں میں چھ سال گزارے تھے، خداوند کا مشتاق رہا، راہنمائی اور ہدایات کیلئے اُس کی مِنت کرتا رہا۔

آئیں میں ایک بات واضح طور پر بیان کروں: دن رات کی بے تکان دعاؤں میں بھی خدا کے ساتھ میرا کوئی لین دین نہ ہوا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، یہ اس مقصد کیلئے تھا کہ میں اُسے زیادہ شخصی طور پر جان سکوں۔ دیگر الفاظ میں، وہ مجھے صلیب کے اس مکاشفہ کیلئے تیار کر رہا تھا جو وہ مجھے دینے کو تھا۔ سالہا سال سے میں نے جانا تھا کہ وہ کیا کر سکتا ہے لیکن اب میں شخصی بنیاد پر یہ سیکھ رہا تھا کہ وہ کون ہے، یہ یکا یک ملنے والی ایک ایسی وضاحت تھی جسے کبھی زوال نہیں ہوتا۔

بہت سویرے، شاید صبح کے چھ بجے ہوں گے، جس صبح کی بات ہو رہی ہے، میں اپنے دفتر میں تھا اور رومیوں کے خط کی تفسیر پر کام کر رہا تھا۔ دراصل، میں چھٹے باب پر کام کر رہا تھا جس میں پولس رسول کی معرفت ہمیں ایک عظیم کام سونپا گیا ہے، اور وہ کام دراصل ''چرچ کی الٰہیات'' پر مبنی ہے۔ میں مرحوم ڈاکٹر کینیتھ ویسٹ کا لکھا ہوا کچھ مواد پڑھ رہا تھا، وہ معروف یونانی سکالر اور بھائی (برادر) تھے، جن کا خداوند کے لئے خالص پیار ان کی تحریروں سے نمایاں ہو رہا تھا۔ ڈاکٹر ویسٹ ''گنہگار فطرت'' کی وضاحت کر رہے تھے۔

اچانک، خداوند کا روح پر نازل ہوا، اور اُس نے میرے دل میں ہمارے اِس مسیحی تجربہ کا نظریہ ظاہر کرنا شروع کر دیا۔ ایک لمحہ میں، میں نے وہ دیکھا، اور میں نے بہت صاف صاف دیکھا۔ مجھے یاد ہے میں اپنی ڈیسک کے پیچھے سے اٹھا اور اپنے آفس میں تیزی سے آگے پیچھے چلنے لگا، آنسو میرے گالوں تک پہنچ گئے تھے۔ تب خداوند مجھ سے میرے دل میں ہمکلام ہوا اور کہا، :''تم نے مجھ سے اپنے مسئلہ کی وجہ پوچھی ہے۔ یہ ہے گنہگار فطرت، اور تمہارے فہم کی اس بارے میں کمی کہ یہ کیسے کام کرتی ہے، اور اس پر کیسے قابو پایا جا سکتا ہے''۔

بڑی حیرانی کی بات تھی کہ اگرچہ خداوند نے مجھے یہ معلومات فراہم کیں، جو میرے سوال کا جواب بھی تھا، تو بھی اُس وقت اُس نے مجھے یہ نہیں بتایا کہ گناہ پر قابو کس طرح پایا جاتا ہے۔ اُس نے مجھے صرف اتنا کہا کہ میرے مسئلہ کا تعلق گنہگار فطرت سے تھا، جو دنیا کے ہر اُس ایماندار کا مسئلہ بھی ہے جو اُس بات کو نہیں سمجھتا جو خداوند نے پولس کو بتائی اور جو پولس نے ہم تک پہنچائی۔ رومیوں کے چھٹے باب میں ، جہاں نہایت اہم موضوعات پر بات کی گئی ہے، جنہیں چند لمحوں کیلئے میں زیادہ کھل کر نسبتاً زیادہ درجہ تک بیان بھی کروں گا۔

بے شمار بار ایسا ہوا، کہ میں پورے جذبے اور تڑپ کے ساتھ خداوند کا مشتاق ہوا اور اس سے پوچھا کہ خداوند کا کام کرنے کیلئے مجھے پاک روح کی مدد کیسے مل سکتی ہے، لیکن دنیا، جسم اور ابلیس پر فتح مندی کی بابت اُس کی مدد کبھی نہ لی۔ میں اپنے دل میں جانتا تھا کہ یہ ایسا طریقہ نہیں ہے جیسا ہونا چاہئے تھا لیکن اُس وقت، مجھے علم ہی نہیں تھا کہ متواتر یعنی پائیدار فتح کس طرح سے پائی جا سکتی ہے۔

میری دعائیہ زندگی بہت مضبوط رہی ہے، اور میں نے بہت کوشش کی کہ مشکل کو دعا سے ہی دور کروں۔ یقینی بات ہے کہ مجھے اپنے

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

دعائیہ وقتوں میں بہت زیادہ برکت ملتی تھی، جو آج تک بھی جاری ہے اور ہمیشہ جاری رہے گی، لیکن جس فتح مندی کا میں پورے جذبے کے ساتھ متلاشی تھا وہ مجھے اس میں نہ ملی۔

کچھ وقت کیلئے میں روزانہ ایک گھنٹہ دعا کرتا تھا، پھر ایسا مقام آیا جب میں نصف شب میں بیدار ہو کر ایک گھنٹہ دعا کرتا تھا۔ ایسا کرنے کی وجہ یہ تھی کہ مجھے معلوم نہیں تھا کہ اس کے سوا اور کیا کروں؛ میں اپنی شخصی زندگی کے لئے لڑ رہا تھا۔ درد اس سے بھی زیادہ شدید ہے، ان لفظوں سے بھی زیادہ جن میں اسے بیان کر رہا ہوں، جب ہر بات میں ناکامی یقینی ہو، اور چرچ، یہاں میں دنیا کے عمومی چرچ کی بات کر رہا ہوں، دعویدار ہے کہ آپ اپنی دعائیہ زندگی کے بارے میں جھوٹ بول رہے ہیں، اور یہاں تک کہ اس ساری صورت حال پر ٹھٹھابازی کرتے اور مذاق اڑاتے ہیں۔

ازراہِ کرم ذیل میں دی گئی عبارت غور سے پڑھیں:

''جب کوئی شخص کمزوری کا شکار ہوتا ہے اور اپنے دفاع میں کچھ بھی کر نہیں سکتا، اور جس کے دل میں بھی آئے اس کے خلاف من پسند منفی عمل ظاہر کر سکتا ہے، اور اسے خبردار کئے جانے کی بجائے بہت سراہا جاتا ہے، تب کسی کو پتہ چلتا ہے کہ حقیقی مسیحی دراصل کتنی تعداد میں ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ، بہت زیادہ تعداد نہیں ہے!''

اگر گنہگار فطرت کو درستی کے ساتھ سمجھا نہ جائے اور پوری طرح اس پر قابو نہ پایا جائے تو کسی کی بھی زندگی سے ''جسم کے کام'' ظاہر ہونے لگیں گے۔ اس سے فرق نہیں پڑتا کہ وہ شخص کون ہوگا، خواہ وہ کوئی اس دنیا میں کسی بڑے چرچ کا پاسبان ہو، یا بڑے بڑے اجتماعات کرنے والا کوئی مبشر ہو۔ اگر ایسا شخص تقدیس کے تعلق سے صلیب کو نہیں سمجھتا تو یقینی بات ہے کہ جسم کے کام کسی نہ کسی طور اس شخص کی زندگی اور اندازِ زندگی سے ضرور ظاہر ہوں گے۔ اس بات سے انکار نہیں کیا جا سکتا!

جسم کے کام

اس بات کے بارے میں پولس ہمیں گلتیوں کے پانچویں باب میں بتاتا ہے۔ گلتیوں کا پورا خط ہی لیکن بالخصوص پانچواں باب پولس کی طرف سے گلتیہ کی کلیسیا کیلئے ایک تنبیہ اور خبرداری ہے، اور وہ ہمارے لئے بھی ہے۔ تنبیہ یہ ہے کہ اگر وہ ''مسیح اور اس کی مصلوبیت'' کے سوا کسی اور بات پر ایمان رکھیں گے تو اس سے ''مسیح سے تم کو کچھ فائدہ نہ ہوگا'' (گلتیوں 5:2)۔

پولس رسول مزید یہ کہتا ہے کہ اگر ایماندار روح کی راہ پر قائم نہیں رہیں گے جو صلیب کی راہ ہے، تو اُن میں جسم کے کام ظاہر ہوں گے۔ اُس کا کہنا ہے کہ:

''اب جسم کے کام تو ظاہر ہیں یعنی حرام کاری۔ ناپاکی۔ شہوت پرستی۔ بُت پرستی۔ جادوگری۔ عداوتیں۔ جھگڑا۔ حسد۔ غصہ۔ تفرقے۔ جدائیاں۔ بدعتیں۔ بغض۔ نشہ بازی۔ ناچ رنگ۔ اور اَور ان کی مانند ان کی بابت تمہیں پہلے سے کہے دیتا ہوں جیسا کہ پیشتر جتا چکا ہوں کہ ایسے کام کرنے والے خدا کی بادشاہی کے وارث نہ ہوں گے'' (گلتیوں 5:19-21)

آئیں میں ایک بار پھر دہراؤں کیونکہ یہ نہایت اہم بات ہے:

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

اگر ایماندار مسیح کی صلیب کو سمجھتا نہیں، چونکہ اس کا تعلق تقدیس کے ساتھ ہے، پھر کسی نہ کسی طور جسم کے ان کاموں میں سے کوئی ایک یا زیادہ کام اُس کی زندگی سے ظاہر ہوں گے۔ جیسا کہ پہلے بیان کر چکا ہوں۔اس بات سے انکار ممکن نہیں ہے!

پہلے چار کام ''حرامکاری، ناپاکی، شہوت پرستی، بت پرستی'' بالکل واضح ہیں اور انہیں آسانی سے سمجھا جا سکتا ہے۔لیکن جدید مسیحی جلد ہی ''بت پرستی، جادوگری، اور بدعتوں'' کو چھوڑ دیتے ہیں، یہ سوچ کر کہ آج کے دور میں ان کا اطلاق ہی نہیں ہوتا۔

آئیں اس پر بات کریں کہ:

سب سے پہلی بات یہ کہ مسیح کی صلیب کے سوا فتح مندی کا کوئی بھی راستہ، یعنی ''مقصدیت کی زندگی''، بارہ کی حکومت''، یا ''کلامِ ایمان'' یا ''جماعت پرستی'' وغیرہ کا تعلق بُت پرستی سے ہی ہے۔ دراصل، یہ عہدِ عتیق جیسی بات ہی ہے جب اسرائیلی یہواہ کی بجائے بُتوں کی پرستش شروع کر دیتے تھے۔یقینی بات ہے کہ اسرائیلی دراصل ان بُتوں کو یہواہ کے طور پر ہی پیش کرتے تھے، لیکن خداوند ان کے اس عمل کو اِس زاویہ سے نہیں دیکھتا تھا! اور نہ ہی آج کی جدید بُت پرستی کو کسی فرق انداز سے دیکھتا ہے!

مزید برآں، ان سب باتوں کا تعلق ''بدعات'' سے ہے، جس میں جدید کلیسیا پھنسی ہوئی ہے۔

آئیں میں مزید صاف صاف بیان کروں کہ:

کوئی بھی تعلیم، راستہ، منصوبہ، یا سمت جو انسان کی بنائی ہوئی ہو، یعنی اس کی منصوبہ سازی خدا کی بجائے انسان نے کی ہو، یا خداوند کی طرف سے قائم نہ کی گئی ہو وہ ''بدعت'' ہے، اور یہ ''جسم کا کام ہے''۔

میں ایک بار کہنا چاہوں گا کیونکہ یہ نہایت ہی اہم بات ہے!

''مسیح اور اس کی مصلوبیت'' کے علاوہ کوئی بھی راہ خدا کی نظر میں ''بدعت'' ہے۔

رومیوں کے نام پولس رسول کا خط

اس عظیم سچائی کو مجھ پر کھولنے کیلئے خداوند نے رومیوں کے خط کا چھٹا باب جس قدر استعمال کیا، تو میں سوچتا ہوں کہ بلاشبہ یہ خط شخص طور پر میرے لئے نہایت بیش قدر ہے۔ میں یہ بھی سوچتا ہوں کہ روئے زمین پر موجود ہر ایماندار کیلئے بھی یہ خط نہایت بیش قیمت ہے۔

آئیں میں چھوٹے چھوٹے حصہ جات میں بیان کروں کہ یہ خط دراصل کس بارے میں ہے:

پہلا باب: پاک روح پولس رسول کے وسیلہ سے پہلے باب میں غیر قوم کے لوگوں کے ساتھ بات چیت کرتا ہے، اور ان سب کو خدا سے الگ گردانتا ہے۔ دیگر الفاظ میں، کئی صدیوں سے، انسان اپنی کاوشوں کے ساتھ خدا کو تلاش نہ کر سکا، غیر قوموں کیلئے اس بات کو نہایت المناک کہا گیا ہے۔

دوسرا اور تیسرا باب: پولس یہاں پر یہودی سوال سے نمٹتا ہے، اور اس نتیجہ پر پہنچتا ہے کہ انہیں بھی نجات دہندہ کی اتنی ہی ضرورت ہے جتنی کہ غیر قوموں کو۔ یقینی بات ہے کہ، یہودیوں کو یہ بات قابلِ قبول نہ لگی۔ نتیجتاً یہ ہمیں بتاتا ہے کہ سب کے لئے شروع سے اب تک صرف ایک ہی نجات تھی اور رہے گی۔ اگلے دو ابواب میں ہمیں بتایا گیا

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

ہے کہ نجات کیا ہے۔

چوتھا اور پانچواں باب: یہ دونوں ابواب یکساں طور پر ہمیں ایک بڑی مشکل کا جواب دیتے ہیں، اس مشکل کا حل بتاتے ہیں، یعنی ''ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرایا جانا''۔ ان دونوں ابواب میں پولس رسول ابرہام اور داؤد کو بطور مثال استعمال کرتا ہے۔ ابرہام کو ایسے غیر نجات یافتہ شخص کی مثال کے طور پر پیش کیا گیا ہے جو خداوند کے پاس آتا ہے، اور وہ یہ سارا کام اعمال کے ساتھ نہیں بلکہ ایمان کے ساتھ کرتا ہے، جس کا اشارہ مسیح پر ایمان کی طرف ہے۔ وہ داؤد کو ایسے ایماندار کی مثال کے طور پر استعمال کرتا ہے جو برگشتہ ہو گیا اور بھٹک گیا تھا، اور اس کو واپسی کا راستہ صرف مسیح اور اس کی صلیب میں ہی ملتا ہے۔ سب انسانوں کیلئے قطعی نظر وہ کون ہیں، ان سب کے مسئلہ کا جواب اور حل ''مسیح اور اُس کی مصلوبیت'' میں ہی ہے۔ کوئی شخص غیر نجات یافتہ ہو یا نجات یافتہ، اس کے لئے لازم ہے کہ مسیح پر اپنے ایمان کا اظہار کرے اور اُس کام کا بھی جو اُس نے صلیب پر سے ہمارے لئے کیا۔ دوسری صورت میں، کوئی مثبت نتیجہ حاصل نہیں ہو سکتا۔ ''ایمان کے ذریعہ راستباز ٹھہرایا جانا'' یہی ہے۔ انسانی نسل کے سب سے بڑے مسئلہ کا یہی حل اور جواب ہے۔

چھٹا باب: اب پاک روح نے پولس رسول کی معرفت ہمیں کفارہ اور نجات کا جواب بتایا ہے، اب وہ ایمانداروں کو بتاتا ہے کہ خدا کیلئے زندگی کیسے گزاریں، یہ رومیوں کے عظیم یعنی چھٹے باب میں پایا جاتا ہے۔ جیسا کسی نے خوب کہا ہے کہ، ''رومیوں کے خط کا چھٹا باب پاک روح کے میکانیکی کاموں کا احاطہ کرتا ہے، کیونکہ اس میں بتایا گیا ہے کہ خدا کے لئے زندگی کیسے گزاری جائے''۔

اگر ایماندار رومیوں کے خط کا چھٹا باب سمجھ نہیں پاتا، تو ایسا ایماندار جانتا ہی نہیں کہ خداوند کے لئے زندگی کیسی گزاری جاتی ہے۔ اس باب کو نہ سمجھتے ہوئے بھی وہ محض مسیحی تو کہلا سکتا ہے، لیکن یقینی طور پر وہ فتح میں چل نہیں سکتا یعنی اس کا یہ مطلب ہے کہ مسیح کی طرف سے ہمارے لئے وعدہ کی ہوئی ''کثرت کی زندگی میں'' کو تسلیم نہ کر پانا۔ یہ بلاشبہ سچ بات ہے کہ اس دنیا میں ہر ایماندار کے پاس ''بہت کثرت کی زندگی ہے''، لیکن درحقیقت وہ چند ایماندار نہایت ہی بیش قیمت ہیں جو ''زیادہ کثرت کی زندگی'' سے لطف اندوز ہو رہے ہیں۔ ایسی صورت حال اس وجہ سے ہے کیونکہ وہ رومیوں کے خط کا چھٹا باب سمجھتے نہیں۔

(اس باب کے عمیق اور گہرے مطالعہ کیلئے براہِ مہربانی اس عنوان سے دستیاب راہنمائے مطالعہ حاصل کریں: ''مسیح کی صلیب: خدا کا واضح کردہ فتح کا سلسلہ''۔ رومیوں کے خط کی مکمل اور جامع سٹڈی یعنی مطالعہ کیلئے ہم توثیق کرتے ہیں ''دی جمی سویگیٹ بائبل کومنٹری'' The Jimmy Swaggat Bible Commentary)۔

باب 7: اگر کوئی چھٹے باب ہی کو نہیں سمجھتا، تو وہ ساتویں باب کو دہرانے کا پابند رہتا ہے۔ افسوس اور غم کی بات ہے کہ ساتواں باب وہ جگہ ہے جہاں جدید کلیسیا یعنی چرچ کو سب سے زیادہ جگہ دی گئی ہے، بہرحال، ایسے ایسا ہونا نہیں چاہئے۔ چھٹے باب کو درستی کے ساتھ سمجھنے پر ہی ایماندار شخص دنیا، جسم اور ابلیس پر مسلسل فتح میں چل سکتا ہے۔

آٹھواں باب: آٹھویں باب کو حوالہ دیتے ہوئے اسے ''پاک روح کا طرزِ عمل'' کہا جاتا ہے، رومیوں کے خط کے

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

آٹھویں باب کو"روح القدس کے محرکات" کہا جاتا ہے۔ دیگر الفاظ میں، جب ہم سیکھ لیتے ہیں کہ پاک روح کیسے کام کرتا ہے، کیا کام کرتا ہے، جو ہمیں آٹھویں باب میں بتائے گئے ہیں۔ تو بدقسمتی سے کئی ایماندار پانچویں باب سے چھلانگ لگا کر آٹھویں باب تک جا پہنچتے ہیں، اور چھٹے باب کو یکسر چھوڑ دیتے ہیں۔ افسوس کی بات ہے کہ، وہ آٹھویں باب میں قیام پذیر ہونے کی بجائے ساتویں پر ٹھہرے رہتے ہیں۔

نویں سے گیارہواں باب: ان ابواب میں، پولس رسول اسرائیل کو بطور مثال استعمال کرتا ہے۔ اُس نے اسرائیل کی بابت کہا کہ،"اس لئے کہ وہ خدا کی راست بازی سے ناواقف ہو کر اور اپنی راست بازی قائم کرنے کی کوشش کر کے خدا کی راست بازی کے تابع نہ ہوئے۔" (رومیوں 10:3)۔

اس سے آگے وہ بیان کرتا ہے کہ اگر کلیسیا اسرائیل کی مثال کی پیروی نہ کرے گی تو چرچ یعنی کلیسیا کو" کاٹ ڈالا جائے گا" (رومیوں 11:22)۔ افسوس کی بات ہے کہ خدا کا کلام چرچ کے کاموں کو ان الفاظ میں بیان کرتا ہے جیسے وہ اسرائیل کی عملی مثال کی پیروی کر رہے ہوں۔ مکاشفہ کی کتاب میں ایشیا (آسیہ) کی سات کلیسیائیں شروع سے لے کر آخر تک پورے کلیسیائی دور کی عکاسی کرتی ہیں (مکاشفہ ابواب 2-3)۔ خداوند کا آخری پیغام لودیکیہ کی کلیسیا کو ہے، وہاں عکاسی میں اسے کلیسیا سے باہر دکھایا گیا ہے، جو دروازہ کھٹکھٹاتا ہے، اور تڑپ رہا ہے کہ اندر آسکے (مکاشفہ 3:14-22)۔

پس ہر طرح کے عملی مقاصد اور اغراض کیلئے جدید کلیسیا ہو بہو اسرائیل کی مثال کی پیروی کر رہی ہے، اور کُلّی اور قطعی طور پر مرتد ہو چکا ہے۔ جی ہاں، کلیسیا کی تھوڑی سی تعداد میں باقیات ضرور ہیں جو حقیقی طور پر خدا کیلئے زندگی گزار رہی ہیں، جیسے اسرائیل میں بہت تھوڑے لوگ باقی تھے، لیکن صرف تھوڑے سے (رومیوں 11:5)۔

ابواب بارہ تا سولہ: یہ چار ابواب مسیحیت کے عملی پہلوؤں پر روشنی ڈالتے ہیں، کہ جب کوئی ایماندار جان لیتا ہے کہ خداوند کے لئے زندگی کیسی گزاری جاتی ہے۔ لیکن اگر کوئی ایماندار رومیوں کے خط کے چھٹے باب کو سمجھ نہیں لیتا اور رومیوں کے خط کے آٹھویں باب میں پائی جانے والی برکات ہی کو سب کچھ سمجھ بیٹھتا ہے، تو کوئی ایسا طریقہ نہیں ہے کہ مسیحی عملی زندگی کے پہلوؤں پر درست طور سے گامزن ہو سکے۔

مجھے ایک بار پھر یہ کہنے کا موقع دیں کہ:

کوئی بھی شخص نجات پا سکتا اور آسمان کو اپنا ابدی گھر بنا سکتا، خواہ وہ رومیوں کے چھٹے باب کو سمجھے یا نہ سمجھے، لیکن اس باب کو سمجھے بغیر، وہ فتح مند، غالب آنے والی مسیحی زندگی نہیں گزار سکتا۔ چھٹا باب خدا کی طرف سے واضح کردہ فتح مندی کا سلسلہ ہے؛ جب تک ہم اس مجوزہ سلسلہ کے ساتھ منسلک نہیں ہو جاتے، فتح ہماری نہیں ہوگی، قطع نظر کہ ہم اس کے علاوہ اور کتنی سخت جدوجہد کرتے ہیں!

صلیب

مجھے معلوم ہے کہ خدا نے مجھے ''گنہگار فطرت'' کے سلسلہ میں کیا دیا اور یہی میرے ''کیوں؟'' کا جواب بھی ہے۔لیکن جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، جب اُس نے مجھ پر یہ سب کچھ ظاہر کیا، تو مجھے مسئلہ کا حل نہیں دیا تھا۔اس نے مجھے یہ بتایا کہ مشکل دراصل ہے کیا، جو کہ بہت بڑی حقیقت تھی، لیکن تو بھی، میرے پاس اس کا حل نہیں تھا، بہر حال، خداوند کوئی کام نامکمل نہیں چھوڑتا۔

یہ صبح کی دعائیہ عبادات میں سے ایک تھی، دراصل، جب خداوند نے مجھے گنہگار فطرت کی بابت مکاشفہ دیا تھا یہ اس سے چند ہی دن بعد کی بات ہے۔اس وقت، میں خداوند کا مشتاق ہوا، اصل میں میں اس سے مانگ رہا تھا کہ مجھ پر اُس مشکل کا حل بھی ظاہر کرے۔ہم گنہگار فطرت کی کن الفاظ میں تشریح کر سکتے ہیں؟ ہم اس مشکل پر کیسے قابو پا سکتے ہیں؟ اور پھر وہ میرے دل میں ہمکلام ہوا۔

''تمہیں جس سوال کا جواب چاہئے وہ جواب صلیب میں پایا جاتا ہے! جس حل کی تمہیں تلاش ہے وہ صرف اور صرف صلیب میں پایا جاتا ہے!'' مجھے معلوم ہے کہ وہ خداوند ہی تھا، اور اس بات پر مجھے کوئی شک نہیں تھا۔پوری دعائیہ میٹنگ کے دوران مجھ پر خدا کے پاک روح کا بہاؤ جاری رہا۔مجھے معلوم تھا کہ جواب مل چکا ہے۔میں آپ کو یہ بھی بتانے کے لائق نہیں کہ میں نے کیا محسوس کیا تھا۔یہ ایسے ہی تھا جیسے میں قید خانہ میں تھا اور اب اس کے دروازے کھل گئے تھے، اور مجھے کہا جا رہا تھا کہ ''جاؤ تم آزاد ہو''۔

خداوند کی بتائی ہوئی بات پر مجھے کوئی شک نہیں تھا۔اُس نے کہا تھا ''جس حل کی تمہیں تلاش ہے وہ صرف اور صرف صلیب میں پایا جاتا ہے!'' جب میرے گالوں پر آنسو بہنے لگے اور خداوند کی حضوری نے میری جان کو معمور کر دیا، تو میں اُن الفاظ کو بار بار دہراتا رہا۔آنے والے دنوں میں اُس نے بڑی تیزی سے مجھ پر خدا کے کلام کو عیاں کرنا شروع کر دیا، یہ دکھاتے ہوئے کہ یہ دراصل صلیب کس طور سے درست اور حتمی اور قطعی ہے۔

وہ مجھے رومیوں کے خط کے چھٹے باب میں لے گیا

پولس رسول نے کہا ''پس ہم کیا کہیں؟ کیا گناہ کرتے رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ہم جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے کیوں کر اس میں آئندہ کو زندگی گزاریں؟ (رومیوں 6:1-2)۔

یہ حوالہ جات ہمیں یہ جاننے میں مددگار ہیں کہ گناہ یعنی ''گنہگار فطرت'' ہی ایک مسئلہ ہے۔جب منادی کرنے والے بیان کرتے ہیں کہ مسئلہ یہ ہے یا وہ ہے یا کچھ اور ہے تو پاک روح ہمیں بتاتا ہے کہ مسئلہ تو ''گناہ'' ہے۔گناہ سزا والا بھی ہو سکتا ہے اور نظر انداز کرنے والا بھی لیکن یقینی بات یہ ہے کہ مسئلہ گناہ ہی ہے۔

اس کے بعد وہ ہمیں بتاتا ہے کہ گناہ کا واحد حل، گناہ کا واحد علاج، گناہ کا واحد جواب مسیح کی صلیب ہے۔دیگر الفاظ میں، پاک روح سب ایمانداروں کو پولس رسول کے ذریعہ سے سیدھا صلیب تک لے جاتا ہے۔یاد رکھیں یہاں پولس رسول بے ایمانوں سے ہمکلام نہیں ہے، بلکہ ایمانداروں کے ساتھ۔جب ہم خدا کے لئے زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں اور میرا مطلب ہے درست طور سے خدا کے ساتھ زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، تو ہمیں یہاں بتایا گیا ہے کہ جہاں سے ہمیں آغاز کرنا ہے وہ مسیح کی صلیب ہے اور یہیں پر ہمیں اختتام کرنا ہے۔مسیح کی صلیب کے بعد کچھ بھی نہیں ہے کیونکہ مسیح کی صلیب کے بعد کسی چیز کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

پولس رسول نے کہا، ''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا تو اس کی موت میں

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟
پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے تا کہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔
کیونکہ جب ہم اس کی موت کی مشابہت سے اس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے تو بے شک اس کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی اس کے ساتھ پیوستہ ہوں گے۔'' (رومیوں 6:3-5)۔
آئیں اب ایکسپوزیٹرز سٹڈی بائبل Expositor's Study Bible میں سے اِن حوالہ جات کا جائزہ لیتے ہیں۔
''کیا تم نہیں جانتے کہ ہم جتنوں نے مسیح یسوع میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا (سادہ ترین الفاظ میں بیان کہا گیا ہے کہ یہ ''مسیح میں بپتسمہ'' ہے، ''پانی کا بپتسمہ'' نہیں۔ (1-کرنتھیوں 1:17؛ 12:13؛ گلتیوں 3:28-29؛ افسیوں 4:5؛ کلسیوں 2:11-13) تو اس کی موت میں شامل ہونے کا بپتسمہ لیا؟'' (جب صلیب پر مسیح نے جان دی تو خدا کے منصوبہ میں، ہم اُس کے ساتھ مر گئے، دیگر الفاظ میں، وہ ہمارا عوضی بن گیا، اور اُس کی موت کے ساتھ ہماری مشابہت ہمیں وہ تمام فائدے دیتی ہیں جن کیلئے اس نے جان دی تھی، اس میں نظریہ یہ ہے کہ اُس نے وہ سب کچھ ہماری خاطر کیا!)۔
پس موت میں شامل ہونے کے بپتسمہ کے وسیلہ سے ہم اس کے ساتھ دفن ہوئے (ہم اس کے ساتھ صرف مرے نہیں بلکہ اس کے ساتھ دفن بھی ہوئے تھے، جس کا مطلب یہ ہے کہ ماضی کے تمام گناہ اور خطائیں بھی دفن ہو گئی تھیں: جب انہوں نے اسے قبر میں رکھا تو ہمارے سب گناہ بھی قبر میں رکھ دیئے گئے: تا کہ جس طرح مسیح باپ کے جلال کے وسیلہ سے مردوں میں سے جلایا گیا اسی طرح ہم بھی نئی زندگی میں چلیں۔ (ہم اس کے ساتھ مر گئے اور اس کے ساتھ دفن بھی ہوئے اور اُس کا جی اٹھنا ''نئی زندگی میں'' ہمارا بھی جی اٹھنا تھا؟
''کیونکہ جب ہم اس کی موت کی مشابہت سے اس کے ساتھ پیوستہ ہو گئے (پولس اعلان کرتا ہے کہ جس چیز کے وسیلہ سے ساری برکات ہم تک پہنچتی ہیں، تو نتیجتاً صلیب پر ہمارا ایمان لازمی ہونا چاہئے، جو پاک روح کو موقع دیتا ہے کہ ہماری زندگیوں میں کام کر سکے) تو بے شک اس کے جی اٹھنے کی مشابہت سے بھی اس کے ساتھ پیوستہ ہوں گے۔'' (ہم اس کے جی اٹھنے سے مشابہت رکھ سکتے ہیں۔ یعنی ''جی اٹھی ہوئی زندگی گزار سکتے ہیں، صرف اس وقت، جب ہم اُس کی مشابہت کو سمجھ جائیں، جو صلیب کو اُس وسیلہ کے طور پر بیان کرتی ہے جس کے ذریعہ یہ سارا کام کیا گیا تھا۔

کرنتھیوں کے نام پہلا خط

اس کے بعد وہ مجھے کرنتھیوں کے خط میں لے گیا۔ وہاں پولس کا کہنا ہے کہ: ''......مسیح نے مجھے بپتسمہ دینے کو نہیں بھیجا (ہمارے لئے یہ ایک بنیادی سچائی پیش کی گئی ہے) بلکہ خوشخبری سنانے کو (اس انداز سے کہ کسی کو گناہوں سے نجات مل جائے) اور وہ بھی کلام کی حکمت سے نہیں (عقل و دانش کی باتیں انجیل کی خوشخبری نہیں ہے) تا کہ مسیح کی صلیب بے تاثیر نہ ہو' (یہ بات ہمیں دوٹوک بتائی گئی ہے

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

کہ مرکزی طور پر ہمارے پیغامات میں ہمیشہ مسیح کی صلیب پر ہی زور ہونا چاہئے)۔

کیونکہ صلیب کا پیغام (کلام) ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے (غیر نجات یافتہ لوگ روحانی باتوں کو پرکھ نہیں سکتے، لیکن اس سے کوئی فرق نہیں پڑتا؛ صلیب کا پیغام اسی طرح سے دینا چاہئے جس طرح سے ہم دیکھیں گے) مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے'' (صلیب خدا کی قدرت ہے، کیونکہ گناہ کا سارا قرض اسی پر ادا کیا گیا تھا اور قدرت اس میں پنہاں رہتی ہے، اور پاک روح دیا گیا تا کہ ہماری زندگیوں میں اعلیٰ سطح پر بڑے بڑے کام ہوں۔)

''مگر ہم اس مسیحِ مصلوب کی منادی کرتے ہیں (یہ خدا کے کلام کی بنیاد ہے، اور نجات کی بھی) جو یہودیوں کے نزدیک ٹھوکر (صلیب ٹھوکر کھانے کا پتھر تھی) اور غیر قوموں کے نزدیک بیوقوفی (دونوں کو یہ بات قبول کرنے میں مشکل پیش آتی ہے خدا بطور انسان صلیب پر مردہ لٹک رہا تھا، اور اُن کے نزدیک مسیح ایسا ہی تھا۔)

''اور اے بھائیو! جب میں تمہارے پاس آیا اور تم میں خدا کے بھید کی منادی کرنے لگا تو اعلیٰ درجہ کی تقریر یا حکمت کے ساتھ نہیں آیا (اس کا مطلب یہ ہے کہ پولس محض علمی باتوں پر انحصار نہیں کرتا تھا، نہ ہی اس زمانے کا کوئی گرما گرم فلسفہ چھیڑا)، اور تم میں خدا کے بھید کی منادی کرنے لگا (جو کہ مسیح اور مسیحِ مصلوب کی منادی ہے)۔

''کیونکہ میں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ تمہارے درمیان (ارادہ اور منصوبہ کے ساتھ، پولس نے خوشخبری کی منادی کیلئے دنیا کے فلسفہ یا علم کو راستہ نہیں بنانا) یسوع مسیح بلکہ مسیحِ مصلوب کے سوا اور کچھ نہ جانوں گا''۔ (صرف اور صرف یہی منادی گنہگاروں کو نجات دے سکتی، قیدیوں کو آزاد کر سکتی، اور ایمانداروں کو مسلسل پائیدار فتح بخش سکتی ہے۔(1-کرنتھیوں 2-1:21;1:81-18,23)۔

پولس نے یہ بھی کہا کہ ''خدا نہ کرے کہ میں کسی چیز پر فخر کروں سوا اپنے خداوند یسوع مسیح کی صلیب کے (پولس رسول کے مخالفین دغا بازی کی قیمت پر جس چیز سے راہِ فرار چاہتے تھے، وہی اس رسول کی معراج کی واحد بنیاد تھی) جس سے دنیا میرے اعتبار سے مصلوب ہوئی اور میں دنیا کے اعتبار سے'' (وہ واحد ذریعہ جس سے ہم دنیا پر غالب آ سکتے ہیں اور میرا مطلب ہے واحد راستہ یہ ہے کہ مسیح کی صلیب پر اپنا ٹھوس ایمان رکھیں اور ایمان کو قائم بھی رکھیں (گلتیوں 6:34)۔

یہ سب کچھ دیکھ کر میں نے سمجھنا شروع کیا کہ بائبل مقدس یسوع کی داستان ہے اور کُلی طور پر یہ کہانی ''یسوع مسیح، اور مسیحِ مصلوب کی داستان ہے''۔

مسیح کا کلام

جی اٹھنے کے بعد، اپنے شاگردوں کے ساتھ جو ہنوز یقین نہیں کر پا رہے تھے کہ وہ مُردوں میں سے جی اٹھا ہے، وہ اچانک ہی اپنے دو شاگردوں پر ظاہر ہوا جب وہ اماؤس کے گاؤں کی طرف جا رہے تھے۔ شاگردوں نے بالکل نہ پہچانا کہ وہ کون ہے؛ انہوں نے اُسے محض ایک اجنبی ہی سمجھا۔

کلامِ مقدس کا بیان ہے کہ: ''اُس نے ان سے کہا یہ کیا باتیں ہیں جو تم چلتے چلتے آپس میں کرتے ہو؟ وہ غمگین سے کھڑے ہو گئے'' (لوقا 24:17)

حال ہی میں جتنے واقعات رونما ہوئے تھے انہوں نے ان واقعات کو اُس سے جوڑنا شروع کیا۔

''اس نے اُن سے کہا اے نادانوں اور نبیوں کی سب باتوں کے ماننے میں سست اعتقادو! کیا مسیح کو یہ دکھ اٹھا کر

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

اپنے جلال میں داخل ہونا ضرور نہ تھا؟ پھر موسیٰ سے اور سب نبیوں سے شروع کر کے سب نوشتوں میں جتنی باتیں اُس کے حق میں لکھی ہوئی تھیں وہ ان کو سمجھا دیں" لوقا 27-24:25)

مسیح کی صلیب پوری بائبل کی مرکزی تعلیمات کی بنیاد ہے۔ یہ اس لئے بنیاد ہے کیونکہ یہ نجات کا پہلا اصول ہے جو خدا کے منصوبے میں تھا، حتیٰ کہ بنایِ عالم سے بھی پیشتر سے (1-پطرس 20-1:18)۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ چھوٹی سے چھوٹی تعلیم کو بھی مسیح اور مسیح کی صلیب پر مبنی ہونا چاہیئے، اور اگر نہیں تو وہ تعلیم جھوٹی ہوگی۔ اور جدید چرچ کے ساتھ مسئلہ یہی ہے؛ کہ یہ دوسری بنیادوں پر تعلیم کی عمارت تعمیر کر رہا ہے۔

پولس نے یہ کہتے ہوئے خطاب کیا کہ:

"میں نے اس توفیق کے موافق جو خدا نے مجھے بخشی دانا معمار (لبِ لباب یہ کہ پولس نے مسیح پر کلیسیا کی بنیاد رکھی) کی طرح نیو رکھی (جو کہ یسوع مسیح اور مسیحِ مصلوب ہے) اور دوسرا (وہ یہاں پر سب منادی کرنے والوں کی بات کرتا ہے جو اس کے بعد آئے، حتیٰ کہ آج کے دور تک کی بات کرتا ہے، جنہوں نے اُس بنیاد پر عمارت تعمیر کی) اس پر عمارت اٹھاتا ہے۔ پس ہر ایک خبردار رہے کہ وہ کیسی عمارت اٹھاتا ہے (لازم ہے کہ سب منادی کرنے والے اُسی تعلیم کی منادی کریں جو پولس نے دی تھی، لبِ لباب کہ، "یسوع مسیح اور مسیحِ مصلوب کی تعلیم)۔

" کیونکہ سوا اُس نیو کے جو پڑی ہوئی ہے (صلیب کے علاوہ کوئی بھی چیز دوسری بنیاد ہے، اور اسی سبب سے وہ خداوند کے حضور نامقبول ہے) اور وہ یسوع مسیح ہے کوئی شخص دوسری نہیں رکھ سکتا" (وہ کون ہے، خدا نے اُسے جسم میں ظاہر کیا اور اُس نے کیا کیا، صلیب کے ذریعہ نجات کا کام (1-کرنتھیوں 11-3:10)۔

1-کرنتھیوں 1:17 میں، جس کا حوالہ ابھی ابھی ہم نے دیکھا ہے، پاک روح ہمیں پولس رسول کی معرفت ٹھیک ٹھیک بتاتا ہے کہ خوشخبری کیا ہے۔ مختصر یہ کہ، "مسیح کی صلیب"۔ جیسا کہ میرے خداوند نے مجھ سے کہا "تجھے جس سوال کے جواب کی تلاش ہے وہ جواب صلیب میں ہے۔ فی الحقیقت، اُس نے دراصل یہ ہی کہا تھا کہ "صلیب میں، اور صرف صلیب میں"۔

پاک روح

جب خداوند نے مجھے گنہگار فطرت کا حل دے دیا تو اس سے چند دن بعد میں نے سوچنا شروع کیا کہ اس ساری بات میں پاک روح کیسے شامل ہوا تھا۔ مجھے پورے یقین کے ساتھ معلوم ہے کہ وہ شامل ہوا تھا، اور بہت اچھے طریقے سے، لیکن یہ نہیں جانتا تھا کہ کیسے شامل ہوا تھا۔ مختصراً، مجھے وہ بات ٹھیک ٹھیک معلوم ہوگئی کہ اُس نے کون سا کردار ادا کیا تھا، وہ کام تھا وسیع درجہ تک بے مثال مکاشفہ کی تصدیق کرنا۔

درحقیقت خداوند نے مارچ 1988 میں میرے ساتھ دل میں کلام کیا تھا، یہ کہتے ہوئے کہ، "میں تجھے پاک روح کے تعلق سے وہ باتیں دکھاؤں گا جنہیں تُو اب نہیں جانتا۔" پاک روح کے تعلق سے جو مکاشفہ اس نے مجھے دیا، یعنی، وہ کس طرح ہمارے دلوں اور زندگیوں میں کام کرتا ہے چونکہ اس کا تعلق صلیب سے ہے، اس لئے اسے اُس وعدہ کی تکمیل کرنا ضرور تھا۔

بہرحال، اس مکاشفہ میں معلومات کا اتنا ذخیرہ موجود تھا کہ مجھے ایک اور راہنمائے مطالعہ تیار کرنے کا فیصلہ کرنا پڑا۔ The Cross of Christ: The Holy Spirit. مسیح کی صلیب: پاک روح۔ تاکہ اُس کے بارے میں مواد پیش کیا جاسکے۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 3

گنہگار فطرت کیا ہے؟

موضوع	صفحہ
مسیحی اور گنہگار فطرت	
کلامِ مقدس کی تعلیم کی کمی	
مسیح میں استحقاق	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب3
گنہگار فطرت کیا ہے؟

عمومی اصطلاح میں، گنہگار فطرت سے مراد ہے انسان کا گناہ کی جانب مائل ہونا۔ جب آدم اور حوا گناہ میں گرے تو، ان کا زوال خدا کی مکمل حضوری سے لے کر گناہ کے نچلے سے نچلے درجہ تک ہوا۔ گناہ میں زوال کے نتیجہ میں اُن کی ساری فطرت گنہگار بن گئی۔ دیگر الفاظ میں اب اُن پر گنہگار فطرت کا اختیار تھا حتیٰ کہ اِس دنیا میں ہر ایک غیر نجات یافتہ شخص بھی گنہگار فطرت کے زیرِ اختیار یا غلامی میں ہے۔

بطور ایماندار مسیح کو اپنا دل دینے سے پیشتر، آپ پوری طرح گنہگار فطرت کے اختیار میں تھے اور ہر طرح سے جس کا اشارہ زندگی کے تمام تر شعبہ جات اور طرزِ زندگی سے ہے۔ دیگر الفاظ میں، اپ کا تمام تر رجحان یا جھکاؤ کلی طور پر گناہ کی طرف تھا۔

پولس نے کہا:

''اور اس نے تمہیں بھی زندہ کیا جب اپنے قصوروں اور گناہوں کے سبب سے مردہ تھے۔

جن میں تم پیشتر دنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی عمل داری کے حاکم یعنی اُس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔

ان میں ہم بھی سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتے تھے اور دوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔'' (افسیوں 3-2:1)

آئیں اب ان آیات کو The Expositor's New Testament دی ایکسپوزیٹرز نیو ٹیسٹامنٹ میں دیکھیں:

''اور اس نے تمہیں بھی زندہ کیا (جی اٹھایا) جب اپنے قصوروں اور گناہوں (اصل یعنی ابتدائی گناہ میں زوال کے سبب سے پوری طرح بدی میں تھے) کے سبب سے مردہ تھے۔ جن میں تم پیشتر دنیا کی روش پر چلتے تھے اور ہوا کی عمل داری کے حاکم یعنی اُس روح کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔

جن میں تم پیشتر دنیا کی روش پر چلتے تھے (اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ غیر یافتہ لوگوں کا رویہ اور ان کا طرزِ حیات اسی گناہ اور خطاؤں سے تعلق رکھتا تھا) اور ہوا کی عمل داری کے حاکم (اس حقیقت کی طرف اشارہ ہے کہ شیطان اس دنیا کا نظام چلاتا ہے) یعنی اُس روح (شیطان کی روح، جو سب بے ایمانوں میں ہوتی ہے، اسی لئے وہ نافرمانی کرتے ہیں) کی پیروی کرتے تھے جو اب نافرمانی کے فرزندوں میں تاثیر کرتی ہے۔

''ان میں (یعنی نافرمانی کے فرزندوں میں) ہم بھی سب کے سب پہلے اپنے جسم کی خواہشوں میں زندگی گزارتے (خواہشات کی تکمیل کرتے) اور جسم اور عقل کے ارادے پورے کرتے تھے (غیر نجات یافتہ لوگوں کی سوچیں غلط کاریوں کا کارخانہ ہوتی ہیں، اور جھوٹے تصورات اور خیالات رکھتی ہیں) اور دوسروں کی مانند طبعی طور پر غضب کے فرزند تھے۔'' (خدا کا غضب صلیب ہے)۔

یہ سب باتیں ہمیں بتاتی ہیں کہ گنہگار فطرت غیر نجات یافتہ لوگوں کو پوری طرح اپنی غلامی میں رکھتی ہے، وہ شخص کوئی بھی ہو، خواہ

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

تعلیم یافتہ ہو یا تعلیم کی کمی ہو؟ اصل یعنی ابتدائی گناہ میں جنم لینے والا انسان گنہگار فطرت کے زیرِ تسلط ہوتا ہے، جو ہر طرح کی جنگوں، مشکلات اور مسائل کا سبب ہے، اور انسان کے زوال سے لے کر موجودہ انسانی حالت تک کا سبب ہے۔

جیسے ہم بیان کر چکے ہیں، اس حالت کو صرف ایک صورت میں بہتر کیا جا سکتا ہے کہ اگر مسیح کو قبول کریں اور اُس کام کو قبول کریں جو مسیح نے صلیب پر سے کیا تھا۔ صرف صلیب ہی پر گناہ کی مکمل وضاحت کی گئی ہے۔

پولس کا کہنا ہے کہ:

''لیکن یہ شخص (یہ کاہن، مسیح یسوع) ہمیشہ کے لئے گناہوں کے واسطے ایک ہی قربانی گزارن کر (یہ صلیب کا ذکر ہے) خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا (اس کا لاویوں کے کہانتی نظام کے ساتھ زبردست تقابل ہے، کو تخت پر کبھی نہ بیٹھ سکے، کیونکہ اُن کا کام کبھی کامل نہیں ہوتا تھا، صلیب پر سے مسیح کا کام ''تمام ہوا'' اور اب اسے دہرانے کی کوئی ضرورت نہ رہی تھی (عبرانیوں 10:12)۔

مسیحی اور گنہگار فطرت

جب آپ مسیح کے پاس آئے تو نئے سرے سے پیدا ہو گئے، اور یوں ''مسیح یسوع میں نئے مخلوق'' بن گئے (2-کرنتھیوں 5:17)۔ اس وقت، پاک روح اپنی ازسرِ نو تخلیق کرنے کی قدرت کے عمل میں آپ کے دل اور زندگی میں آپ کو ''الٰہی یعنی روحانی فطرت دیتا ہے'' (2-پطرس 1:4)۔ جب آپ نئے سرے سے پیدا ہوئے تو گنہگار فطرت آپ کی زندگی میں پوشیدہ ہو گئی یا ڈھانپ دی گئی۔ اسے یکسر نکال نہیں دیا گیا، بلکہ جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، اسے غیر موثر یا غیر فعال کر دیا گیا۔ بہر حال، اگر آپ بطور ایماندار اپنے ایمان پر درستی سے عمل کرنا نہیں جانتے یعنی وہ ایمان جو ہمیشہ مسیح کی صلیب پر ہونا چاہئے، آپ خود کو خودی پر ہی انحصار کرتے پائیں گے، یہاں تک کہ آپ سمجھ بھی نہ پائیں گے آپ کیا کر رہے ہیں۔

جب ایسا ہوتا ہے، میں صلیب کی بجائے خودی پر انحصار کرنے کی بات کر رہا ہوں، آپ خداوند کے ساتھ چلنے میں ناکام رہیں گے۔ جب یہ کام ہوتا ہے تو جلتی پر تیل ڈالنے کے مترادف ہوگا۔ گنہگار فطرت جو آپ کی زندگی میں پوشیدہ ہو گئی تھی اچانک زندہ ہو کر ابھر آئے گی اور کیونکہ گناہ اس فطرت کیلئے ایندھن کا کام کرتا ہے۔ پھر یہ آپ پر تسلط رکھنا شروع کر دے گی، بالکل ویسے جیسے آپ کے نجات پانے سے پہلے بھی تھا۔

جیسا کہ ہم پہلے بھی کئی بار بیان کر چکے ہیں، اگر ایماندار صلیب کو تقدیس کے تعلق سے سمجھ نہیں پاتا، تو اسے معلوم نہیں ہوگا کہ گنہگار فطرت کی وضاحت کیسے ہوتی ہے اور خداوند کی پیروی کے لائق نہیں ہو سکے گا، قطع نظر کہ وہ دیگر طریقوں سے کتنی زیادہ کوشش کرتا ہے۔

پولس نے کہا:

''پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اس کی خواہشوں کے تابع رہو'' (رومیوں 6:12)۔

اگرچہ گنہگار فطرت آپ کے فانی بدن میں موجود رہے، تو بھی یہ اس لئے نہیں ہے کہ آپ کے فانی بدن پر ''حکمرانی'' کرے۔ افسوس کی بات ہے کہ، یہ زیادہ تر مسیحیوں کے دلوں میں ابتری لاتی اور زندگیوں پر حکمرانی کر رہی ہے، اور انہیں یہ تک سمجھ میں نہیں آتا کہ ان کے ساتھ ہو کیا رہا ہے۔ اس کی وجہ یا تو کلامِ مقدس کو نظر انداز کرنا یا خدا کے کلام پر ایمان نہ رکھنا ہے۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

یاد رکھیں کہ پولس کیا کہتا ہے:

''اور جو میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا (سمجھتا)'' (رومیوں 7:15)۔

کلامِ مقدس کی تعلیم کی کمی

جو بات میں آپ کو سکھا رہا ہوں کہ یہ جدید کلیسیا میں شاذ و نادر ہی سکھائی جاتی ہوگی۔ ایک نوعمر کی حیثیت سے چرچ آ کر، دراصل زندگی کا زیادہ تر حصہ چرچ میں گزارنے کے باوجود بھی مجھے یاد نہیں کہ میں نے گنہگار فطرت کے موضوع پر کبھی کوئی ایک تلاوت، یا وعظ سُنا ہو۔

سالہا سال سے میں نے سینکڑوں یا شاید ہزاروں وعظ پڑھے ہیں۔ کبھی کبھی یہ الفاظ ''گنہگار فطرت'' میری نظر کے سامنے سے گزرے بھی ہیں، لیکن جب تک میں نے کینیتھ ویسٹ Kenneth Weust کی فہرا ہم کردہ معلومات کا مطالعہ نہ کر لیا، تب تک کسی نے بھی اپنے پیغام میں درستی کے ساتھ بیان نہیں کیا تھا کہ گنہگار فطرت کیا ہوتی ہے اور یہ درحقیقت کس قدر خطرناک چیز ہے۔

یقینی بات ہے کہ کلامِ مقدس کی تعلیم کی کمی کسی کے لئے اتنا ہی مسئلہ پیدا کر سکتی ہے جتنا کہ بے اعتقادی۔ بدقسمتی سے، تقریباً تمام تر جدید کلیسیا ہی گنہگار فطرت کے مطالعہ کو نظر انداز کر رہی ہے۔ نتیجتاً ایمانداروں کے درمیان ناکامی افسوسناک حد تک رونما ہو چکی ہے۔ اور براہِ مہربانی میرا یقین کریں کہ میں جس ناکامی کی بات کر رہا ہوں اس کا نتیجہ شکستہ دلی، شکستہ زندگیاں، عجیب و غریب خواب، اور درد اور اذیت اتنی بڑھ جاتی ہیں کہ لفظوں میں سما نہیں سکتی۔

قارئین کو احتیاط کے ساتھ خدا کے کلام پر غور کرنا چاہئے کہ پولس کتنی روانی کے ساتھ بار بار کہتا ہے، ''اے بھائیو! میں اس سے تمہارا ناواقف رہنا نہیں چاہتا......'' (رومیوں 11:25؛ 1:13؛ 10:3؛ 1-کرنتھیوں 14:38؛ 12:1؛ 10:1؛ 2-کرنتھیوں 1:8؛ 2:11؛ 1-تھسلنیکیوں 4:13)۔ اس بات پر غور کرتے ہوئے کہ پولس رسول کے خطوط میں لفظ ''ناواقف'' کئی بار استعمال کیا گیا ہے، کیا آپ نہیں سوچتے کہ پاک روح آپ کو کچھ بتانا چاہ رہا ہے؟

افسوسناک سچائی یہ ہے کہ گنہگار فطرت کسی نہ کسی طور زیادہ تر مسیحیوں کے دلوں اور زندگیوں پر حکمرانی کر رہی ہے، بالکل ویسے جیسے ان کے نجات پانے سے پہلے کر رہی تھی۔ یہ افسوسناک بات ہے لیکن سچ ہے! اور میں اس بات کو کیسے جانتا ہوں؟

میں اس بات کو اس طرح جانتا ہوں کیونکہ جدید چرچ (کلیسیا) صلیب کو تقدیس کے حوالہ سے سب کچھ نہیں جانتی ہے۔ اسی وجہ سے اور یقیناً اسی وجہ سے گنہگار فطرت یقیناً حکمرانی کرے گی اور تسلط قائم رکھے گی۔ یہ بات خدا کے کسی بھی فرزند کے وجود کیلئے ہولناک بن جاتی ہے۔

اس کے بعد کی تصویر کچھ یوں ہے کہ، مجھے ایک سچی کہانی سنائی گئی۔ آپ میں سے زیادہ تر نے اسے سنا ہے، لیکن اس میں میری اس بات کی بہت قریبی حد تک تشبیہ پائی جاتی ہے جس کی بابت میں محسوس کرتا ہوں کہ اسے بار بار دہرایا جانا چاہئے۔

مسیح میں استحقاق

ایک نوجوان جوڑے کی عرصہ دراز سے شدید خواہش تھی کہ وہ آئرلینڈ سے ترکِ سکونت کر کے امریکہ منتقل ہو سکے۔ انہوں نے

بہت دیر تک سخت جدو جہد اور محبت کی، اور بحری سفر اور ٹکٹ وغیرہ کیلئے انہوں نے خاطر خواہ روپیہ پیسہ بھی ممکنہ حد تک جمع کر لیا۔ اس کے باوجود، انہیں بحری جہاز میں دستیاب سستا ترین ٹکٹ خریدنا پڑا۔ سستے ٹکٹ سے سفر کرنے کے باوجود امریکہ جانے کا تصور اُن کے لئے نہایت خوش کُن تھا۔ وہ ایک نئی راہ اور نئی زندگی کے متلاشی تھے۔

نیویارک کی بندرگاہ پر پہنچنے سے ایک دن پہلے بحری جہاز کے عملہ میں سے کسی نے اُن کے چھوٹے سے کمرے کے قریب سے گزرتے ہوئے دیکھا کہ اُن کا دروازہ کھلا ہوا تھا، اس لئے اس لئے عملہ کا شخص رک کر اُس شخص اور اس کی بیوی کے ساتھ بات کرنے لگا۔ اُس نے ان سے پوچھا کہ وہ کہاں سے تعلق رکھتے ہیں، کہاں جا رہے ہیں، اور چند دیگر چھوٹی چھوٹی باتیں کیں۔ اُس نے غور کیا کہ اُن کے بستر پر کسی چیز کے چھوٹے چھوٹے ٹکڑے پڑے ہوئے ہیں۔ اُس نے ازراہِ تکلف اُن سے پوچھ لیا کہ یہ ٹکڑے کس چیز کے ہیں۔

آدمی نے جواب دیا،''ہم نے ابھی ابھی دوپہر کا کھانا کھایا ہے''۔

تھوڑے سے توقف کے بعد، اس نے بات جاری رکھی اور کہا،''ہمارے پاس اتنے پیسے تو تھے کہ ہم بحری جہاز کا ٹکٹ خرید لیتے، لیکن اتنے زیادہ پیسے نہیں تھے کہ ہوٹل کا کھانا بھی خرید سکتے۔ اس لئے ہم نے سینڈوچ پیک کئے اور دیگر کھانے پینے کی چیزیں ساتھ لیں، مثلاً ڈبل روٹی اور کریکر وغیرہ، یعنی جو ہم سے ہو سکا وہ ہم نے خریدا۔'' اس نے مزید کہا''لیکن اب یہ خراب ہو رہا ہے اور اسے کھانا مشکل ہو رہا ہے''۔

عملہ کا شخص کھڑے کھڑے اس نوجوان جوڑے کو دیکھتا رہا اور بولا،''یعنی تمہارا کہنے کا مطلب یہ ہے کہ لندن سے جب سے جہاز روانہ ہوا ہے تم لوگ اپنا یہی خراب اور باسی کھانا کھاتے رہے ہو؟''

''جی ہاں''، نوجوان شوہر نے جواب دیا،''ہمارے پاس بس یہی سب کچھ تھا!''

''لیکن جناب''، عملہ کے شخص نے جواب دیا،''اگرچہ آپ جہاز کے سستے ترین کیبن میں ہیں، تو بھی آپ کے ٹکٹ میں ان ریستورانوں میں سے کسی بھی ریستوران کا کھانا بھی شامل ہے''۔

نوجوان نے جواب دیا''، کیا، آپ کا یہ مطلب ہے کہ ہمارے ٹکٹ کے ساتھ کھانا بھی شامل تھا؟''

''جی ہاں''، عملہ کے شخص نے کہا،''ہر طرح کا کھانا، سچ تو یہ ہے کہ آپ جس قدر اور جو کچھ بھی کھانا چاہیں وہ سب شامل ہے۔ اور ہمارا کھانا لاجواب ہوتا ہے''۔

آج بے شمار ایماندار بھی اسی طرح سے مصروفِ عمل ہیں جیسے وہ اُس نوجوان شخص اور اس کی بیوی نے بھی کیا۔ ان کے پاس ٹکٹ ہے، یسوع نے خریدا اور ساری قیمت بھی ادا کر دی، لیکن اب تک وہ اس ٹکٹ کی اصل قیمت کے مطابق عمل نہیں کر رہے۔ یقینی جانیں، ہمارے خداوند نے جو ٹکٹ ہمیں فراہم کیا اس میں ضمانت موجود ہے کہ ہمیں سب کچھ حاصل ہے، یعنی اس سفر کے لئے ہمیں جو چیز جس قدر چاہئے وہ دستیاب ہے۔

اس کا مطلب ہے کہ ہم ہر اعتبار اور ہر لحاظ سے فتح مند ہو سکتے ہیں۔ بالکل ایسے جیسے کلامِ مقدس فرماتا ہے''......گناہ کا تم پر اختیار نہ ہوگا''(رومیوں 6:14)۔ مسیح نے سب کچھ خرید لیا اور ساری قیمت ادا کر دی ہے۔ اگر ہاتھ پر ہاتھ دھرے بیٹھے رہیں، تو جہاں تک اس فتح مند زندگی کا تعلق ہے، یہ ہمارا قصور ہوگا، اُس کا نہیں جس نے ہمارے ٹکٹ کی ادائیگی کر دی ہوئی ہے۔ میرے امید ہے اور دعا ہے کہ خداوند اس راہنمائے مطالعہ کے وسیلہ سے آپ میں سے ہر ایک کو مسیح میں اُس مقام تک رسائی دے جس سے شادمان ہونا آپ کا حق ہے۔

پورے یقین کے ساتھ یہ بات ہے کہ، یسوع کے لئے زندگی گزارنا نہایت ہی خوش کُن بات ہے، نہایت ہی عجیب، اوراس میں بھر پوراور معمور زندگی ہے۔ دراصل، شیطان کے پاس مقابلہ کے لئے ایسا کچھ بھی نہیں ہے جو کچھ ہمیں خداوند نے دے دیا ہے۔ لیکن شاید یہ زندگی صرف اس وقت ممکن ہے جب ہم اپنی زندگیوں کو خدا کی بیان کردہ ترتیب کے ساتھ ہم آہنگ کر لیں، اور وہ ترتیب ہے''یسوع مسیح اور مسیحِ مصلوب''۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 4

گنہگار فطرت اور ناواقف ہونا

موضوع	صفحہ
اس ناواقفیت کی وجہ کیا ہے؟	
مسیحیوں میں ناکامی	
انسانی نفسیات	
ظہور، مکاشفہ جات	
مسیحی اور بدروحیں (شیاطین)	
اقرار کا اصول	
مقصد یا غرض پر گزرنے والی زندگی	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 4

گنہگار فطرت اور ناواقف ہونا (کم علمی)

نہایت افسوس کی بات ہے کہ جدید کلیسیا کی اکثریت گنہگار فطرت کے بارے میں بہت کم جانتی اور بہت کم سمجھتی ہے، بالخصوص یہ سوچ کر جو کچھ اس سے اہم ہے وہ بہت کم ہے۔اس کا مطلب یہ ہوا کہ جدید کلیسیا تمام تر عملی مقاصد سے اور گنہگار فطرت سے پوری طرح ناواقف ہے۔یعنی زیادہ تر منادی کرنے والے اس بات کو سمجھتے ہی نہیں کہ اس کا مطلب کیا ہے،نہیں سمجھتے کہ یہ کیسے کام کرتی ہے،اور نہیں سمجھتے کہ اس مشکل کا جواب یا حل کیا ہے۔اور اگر منادی کرنے والے ہی نہیں جانتے کہ مسئلہ کا حل کیا ہے تو یقینی بات ہے کہ وہ لوگ جوان کی ذمہ داری میں بیٹھے ہوئے ہیں انہیں بھی اس معاملہ میں کچھ علم نہیں ہوگا۔

اس ناواقفیت کی وجہ کیا ہے؟

میں دلیری کے ساتھ یہ بات کہنے کی جسارت کر رہا ہوں کہ آپ سب جن کے ہاتھوں میں اس وقت یہ راہنمائے مطالعہ ہے، گنہگار فطرت کی بابت ہماری تعلیمات سے پیشتر کوئی اس کو نہیں جانتا تھا۔

جدید کلیسیا گنہگار فطرت کو نہیں سمجھتی، کیونکہ وہ صلیب کو بھی نہیں سمجھتی۔حتیٰ کہ جیسے میں پیشتر کہہ چکا ہوں، جب خداوند نے صلیب کے پیغام کو مجھ پر عیاں کرنا شروع کیا تو اس نے مجھے پہلی بات یہ بتائی تھی کہ گنہگار فطرت کا مطلب کیا ہوتا ہے۔

اس تعلق سے خدا کے کلام کا کچھ عرصہ مطالعہ کرنے کے بعد، میں نے سیکھا کہ یہی پہلی بات تھی جو خداوند نے پولس کو بھی بتائی تھی، اور وہ بات اس نے رومیوں کے خط کے چھٹے باب میں ہمیں دے دی، جس کے بارے میں مزید باتیں میں ذرا آگے چل کر کروں گا۔ گنہگار فطرت کو اور صلیب کو سمجھنا دراصل سینہ بہ سینہ چلتا ہے۔پوری تصویر دیکھنے کیلئے گنہگار فطرت، مسیح کی صلیب اور پاک روح سب یکساں علم کا حصہ ہیں، جہاں تک سمجھنے کا تعلق ہے تو اس بارے میں یہ بات کہی جاسکتی ہے۔

صلیب کے بارے میں علم کی کمی کا بذاتِ خود یہ مطلب ہے کہ ایماندار گنہگار فطرت کا فہم نہیں رکھتا، اور روح القدس کے کاموں کو بھی نہیں جانتا۔یہاں تک کہ اکثر پنتی کاسٹل ایماندار جنہیں فی الحقیقت روح القدس کا بپتسمہ ہوا، وہ بھی نہیں جانتے کہ اور نہ سمجھتے ہیں کہ پاک روح ان کی زندگیوں میں کس طرح سے کام کرتا ہے۔

مسیحیوں میں ناکامی

صلیب کی بابت فہم کی کمی کے سبب سے جب کوئی شخص پاک روح کے کام کرنے کا طریقہ ہی نہیں سمجھتا، تو اس کا نتیجہ دلوں اور زندگیوں میں ناکامی کی صورت میں ہی نکلتا ہے۔روح سے معمور زیادہ تر ایمانداروں کا خیال ہے کہ پاک روح ان کی زندگیوں میں خود کار انداز سے کام کرتا ہے۔لیکن وہ ایسا نہیں کرتا! اگر وہ ایسا کرتا، تو مسیحیوں کے دلوں یا زندگیوں میں کوئی ایک بھی ناکامی ہرگز نہ ہوگی۔لیکن اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ ناکامی کا بول بالا ہے، بالخصوص دورِ حاضر میں، تو لازم ہے کہ ہم اس نتیجہ پر پہنچیں کہ پاک روح

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

دراصل جن کاموں کو کرنے کا ارادہ رکھتا ہے انہیں کر نہیں پاتا۔

آپ میں سے بعض ایسے ہیں جنہوں نے یہ راہنمائے مطالعہ اِس وقت اپنے ہاتھ میں پکڑا ہوا ہے، جو فی الحقیقت نئے سرے سے پیدا ہوئے اور اپنے ہر ایک کام سے خداوند کو پسند آنے کے مشتاق ہیں لیکن تاریکی کی قوتوں تلے کچلے جا رہے ہیں، اور آپ جانتے ہی نہیں کہ وجہ کیا ہے۔ دراصل، آپ جتنا زیادہ روحانی اور پاک زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، ایسا محسوس ہوتا ہے کہ زیادہ ناکام ہی ہوتے چلے جاتے ہیں۔ آپ جانتے ہیں کہ آپ نجات یافتہ اور روح سے معمور ہیں، اور آپ اِس ہولناک دورُخی مشکل کو سمجھ نہیں پاتے جو آپ کی زندگی پر تسلط جمائے ہوئے ہے۔ آپ جانتے ہی نہیں کہ کیوں ناکام ہو رہے ہیں خصوصاً یہ سوچ کر کہ آپ کسی اور طرح سے بہت کوشش بھی کر رہے ہیں۔

اس تعلق سے، چرچ ہمیشہ ہر طرح کے علاج کے لئے عالمگیر طرز کے اکثیر لے کر ابھرتا ہے۔ آئیں ان میں سے چند ایک کو دیکھیں:

انسانی نفسیات

1970 کے آغاز میں، اور 1980 تک اپنے پورے عروج تک، مشکلات میں پھنسے مسیحیوں کے لئے جدید چرچ کا نعرہ یہ تھا کہ، ''آپ کو پیشہ ورانہ مدد کی ضرورت ہے''۔ وہ انسانی نفسیات کی بات کرتے تھے کیونکہ انہوں نے پوری طرح اس بُرے نظام کو گلے لگا رکھا تھا۔

انسانی نفسیات میں کسی طرح کی مدد موجود نہیں ہے۔ دراصل انسانی نفسیات انسانیت کا ایک مذہب ہے۔ انسانیت خدا پر ایمان نہیں رکھتی، اور خداوند یسوع مسیح پر بھی ایمان نہیں رکھتی، اور نہ اس کام پر جو اس نے صلیب پر کیا، اس لئے اس کو مطلوبہ مدد کیلئے منصوبہ جات تشکیل دینے پڑتے اور راہیں تلاش کرنا پڑتی ہیں۔ اور اس راہ کا نام ہے نفسیاتی راہ۔

اس سے نہ صرف یہ کہ کوئی مدد نہیں ملتی، بلکہ حقیقت میں یہ اُن لوگوں کے لئے عذاب بڑھا دیتی ہے جو ان منصوبہ جات میں شامل ہوتے ہیں۔ اس بات کا آغاز شیطان سے ہوا تھا، اور دنیا نے اس لئے اپنا لیا کیونکہ یہ بات دنیا سے صادر ہوتی ہے۔ نہایت شرم کی بات ہے کہ چرچ نے بھی دنیا کی راہیں اختیار کر لی ہیں اور انسانیت کی سطح پر مشکلات کا حل نکالنے کی کوشش میں مصروف ہے۔

جو کچھ بھی ہو نفسیات کی دنیا میں کسی طرح کی کوئی مدد موجود نہیں ہے۔ آئیں اس بات کو ایک بار پھر اور ہمیشہ کے لئے سمجھ لیں۔ اس کے بارہ اقدامات پر مبنی پروگرام روحانی فراموشی (بے ہوشی) کی طرف ایک سفر کی مانند ہیں۔ مکمل جواب صرف اور صرف صلیب میں ہے، اور صرف صلیب ہی میں۔ افسوس کی بات ہے کہ جدید چرچ صلیب پر بہت کم ایمان رکھتا ہے، اسی لئے ناکامیاں زیادہ سے زیادہ ہوتی چلی جاتی ہیں۔

ظہور، مکاشفہ جات

خاص طور سے پنتی کاسٹل اور کیرزمیٹک کلیسیاؤں میں سے اکثر کا ایمان ہے کہ اگر کسی شخص پر خداوند کا ظہور ہو جائے تو اس طرح جواب مل جاتا ہے۔ ایسا نہیں ہوتا! خداوند کے ظہور سے بلا شبہ اُن لوگوں کو برکت کا استحقاق مل جاتا ہے جو اس میں شریک ہوتے ہیں، تو

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

بھی یہ گناہ کے مسئلہ کا حل نہیں۔

مجھے یہ بات کیسے معلوم ہے؟

''قوت پا کر گر جانا'' ان سب سے زیادہ واضح اور بڑا ظہور ہے۔یقینی بات ہے، اس وقت یقیناً خداوند کی طرف سے بڑا ظہور ہے۔اس سے یقیناً برکات بھی ملتی ہیں، بہرحال، بظاہر وہ سب جنہیں یہ برکت ملتی ہے انہیں معلوم ہو جاتا ہے کہ تھوڑی ہی دیر بعد پرانی مشکلات دوبارہ آ گئی ہیں، اور وہ دوبارہ خود کو ناکامی میں ہی پاتے ہیں۔اس سے سوائے الجھن کے اور کچھ حاصل نہیں ہوتا۔

کیا انہیں خداوند نے نہیں چھوا؟

جی ہاں چھوا تھا (کاش حقیقت میں ایسا ہی ہوا ہو)۔

اسی بات پر غور کرتے ہوئے آئیں دیکھیں کہ یسوع نے کیا کہا تھا:

''اور سچائی سے واقف ہو گے اور سچائی تم کو آزاد کرے گی'' (یوحنا 8:32)۔

پس، اس کا یہ مطلب ہے کہ اگر کسی شخص کو ظہور کا تجربہ ہوتا ہے، خواہ وہ حقیقت میں خداوند کی طرف سے ہی ہو، اگر وہ اپنے مسئلہ کی حقیقت سے واقف نہیں اور نہ یہ جانتا ہے کہ اس مسئلہ کا حل کیا ہے، جو کہ صلیب ہے، تو اسے معلوم ہو جائے گا کہ مسئلہ تو اب تک اس کے ساتھ ہی ہے۔یہ مسئلہ اس لئے اس کے ساتھ ہے کیونکہ وہ سچائی سے واقف ہی نہیں ہے!

مسیحی اور بدروحیں (شیاطین)

ایک اور عالمگیر حل یا اکثر یہ دعویٰ ہے کہ کسی بھی اعتبار اور سطح پر تمام مسیحی مشکلات کا شکار ہیں، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ بدروح گرفتہ ہیں۔دیگر الفاظ میں، اگر کسی مسیحی کو تلخ مزاجی کا مسئلہ ہے یا شہوت پرستی کا معاملہ ہے، تو اُس کے اندر تلخ مزاج بدروح یا شہوت کی روح ہے وغیرہ وغیرہ، اور ان بدروحوں کو نکالنے کی ضرورت ہوتی ہے۔چونکہ جب بھی گناہ کا معاملہ ہو تو بُری روحیں یقیناً آن ٹپکتی ہیں، لیکن اگر کوئی شخص نئے سرے سے پیدا ہوا ہے تو وہ بدروح گرفتہ نہیں ہو سکتا۔یہ نہایت ہی غیر منطقی سی بات ہے!

نئے سرے سے پیدا ہونے والا ہر ایماندار ''خدا کا مقدس ہے'' اور اسی طرح ''پاک روح تم میں بسا ہوا ہے'' (1-کرنتھیوں 3:16)۔یقین رکھیں کہ پاک روح کسی ایسے گھر میں نہیں رہے گا جہاں بدروحیں بھی ساتھ ہوں۔لیکن جب کوئی مسیحی اپنی راست زندگی گزارنے کی سخت جدوجہد کر رہا ہوتا ہے، تو ایسے ایماندار کے لئے اس بات پر یقین کر لینا بہت آسان ہو جاتا ہے کہ بدروح گرفتہ ہونا ہی اصل مسئلہ ہے۔

آئیں میں ایک بار پھر بیان کروں کہ ''یہ گناہ ہے؟''

مشکلات میں جکڑے ہوئے بعض مسیحی لوگ منادی کرنے والوں کے پاس جاتے ہیں، اس امید میں کہ وہ اُن میں سے کچھ خاص بدروحیں نکالنے کیلئے اپنے ہاتھ ان پر رکھیں گے۔کئی سال سے ایسا ہی ہوتا چلا آ رہا ہے، لیکن آج کے دور میں بہت ہی عام ہو چکا ہے۔یہ مسیحی بھی بالآخر دریافت کرتے یعنی جان لیتے ہیں کہ مسئلہ تو ہنوز ان کے اندر موجود ہے۔یہ ان کے ساتھ ہے اور ان کے ساتھ ہی رہے گا کیونکہ وہ حقیقی جواب یا حل، یعنی سچائی تو جانتے ہی نہیں۔یہ گنہگار فطرت ہی ہے جو ایسے لوگوں پر حکمرانی کر رہی ہوتی ہے، اور کئی طرح سے اور کئی زاویوں سے ایسا کر رہی ہوتی ہے۔وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ یہ بد سے بدتر ہوتی چلی جاتی ہے۔پس یہ یقین کر لینا بہت آسان

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

ہو جاتا ہے کہ یہ ''بدروح گرفتہ'' ہونے کا معاملہ ہے۔

آئیں میں ایک بات پھر کہہ دوں کہ ''ایسا ہرگز نہیں ہوتا!''

مسئلہ یہ ہے کہ ایسا ایماندار مسیح اور صلیب پر ایمان نہیں رکھتا، بلکہ کسی اور چیز پر ایمان رکھتا ہے۔ اگر معاملہ ایسا ہوگا، تو کسی اور چیز پر ایمان رکھنے سے گنہگار فطرت ایسی زندگی پر حکمرانی کر کے تسلط قائم کرے گی، اور مسئلہ بتدریج بگڑتا چلا جائے گا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، یہ سب کچھ روحانی کم علمی یا ناواقفیت کی وجہ سے ہوتا ہے۔

اقرار کا اصول

''ایمانی لفظ'' عقیدہ کی تعلیم کے متعارف ہوتے ہی، جس نے ساری دنیا کو ''مقصد یا غرض پر چلنے والی کلیسیا'' کی طرح طوفان کی سی تیزی سے اپنی لپیٹ میں لے لیا، مسیحیوں کو سکھایا جانے لگا کہ اپنے مسئلہ سے متعلقہ دو یا تین حوالہ جات حفظ کر لینے میں اُن کی مشکل حل ہو جائے گی، اور پھر انہیں بار بار دہراتے رہیں۔ اور اس سے یہ مراد لی جاتی ہے کہ ایسا کرنے سے وہ شخص خدا کی راہ پر آ جائے گا، اور وہ شخص اپنے ضرورت پوری کرنے کیلئے خدا کو کام کرنے کیلئے تیار کر لے گا۔

اب، بہت اچھی بات ہے کہ آیات حفظ کر لی جائیں اور کلامِ مقدس کے حوالہ جات دیئے جائیں، تو بھی، بائبل مقدس میں ایسی کوئی بات نہیں ہے جو ہلکا سا بھی مشورہ دیتی ہو کہ اس میں بیماروں کے مسئلہ کا حل ہے اور انسانی مشکلات کا حل ایسی کسی بات میں پایا جاتا ہے۔ ایسا کچھ نہیں ہے!

ایسا کام کرنے والے لوگ کلامِ مقدس کو کسی جادوئی عمل کے طور پر استعمال کر رہے ہوتے ہیں۔ دیگر الفاظ میں، نُوری علم۔

مجھے ایک بار اور یہ کہنے کی اجازت دیں!

کلامِ مقدس کی آیات کا حفظ کرنا اور حوالہ جات دینا بہت اچھی بات ہے، لیکن صرف اس صورت میں جب کوئی شخص سمجھتا بھی ہو کہ وہ کیا کر رہا ہے۔ اگر کوئی شخص کلامِ مقدس میں سے کوئی حوالہ جات منتخب کر لے اور پھر سوچے کہ اُن کا بار بار ورد کر کے خدا کو اپنے لئے کام پر تیار کر لے گا، تو وہ شخص درحقیقت احمق ہے!۔ آپ اناجیل، رسولوں کے اعمال یا کسی بھی خط میں ایسی مثالوں کو تلاش کریں گے تو کچھ حاصل نہیں ہوگا۔ کیونکہ ایسی مثالیں موجود نہیں ہیں! ایک بار پھر، جواب صلیب میں اور صرف صلیب میں ہی ہے!

مقصد یا غرض پر گزرنے والی زندگی

چند لمحہ پیشتر، میں نے ''مقصد یا غرض پر گزرنے والی زندگی'' کا ذکر کیا تھا، یعنی ''چرچ'' کا۔ اس کا آغاز چالیس دن کے کسی عمل یا چلہ کشی سے ہوتا ہے اور اس سے مراد یہ لی جاتی ہے کہ کوئی شخص اپنی زندگی میں کسی نئے مقصد کا آغاز کرنے جا رہا ہے۔ سارا کا سارا منصوبہ انسانی سوچ سے بنا ہوتا ہے، انسان سے صادر ہوتا ہے اور انسان ہی اسے لے کر چلتا ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ یہ خدا کی طرف سے نہیں ہے۔ آئیں میں آپ کو صاف صاف الفاظ میں بتا دوں، خواہ تلخ ہی کیوں نہ ہو کہ:

''مقصد یا غرض پر گزرنے والی زندگی'' کے منصوبے خداوند کے نہیں ہیں۔ یہ ایک قانون یا اصول ہے؛ اور یہ کلامِ مقدس کے مطابق نہیں ہوسکتی۔ اسی چیز کو بارہ کی حکومت G12 (ایک طرح کی بشارتی اور گوشہ نشین مشن) کہا جا سکتا ہے، اور اسے کئی اور نام بھی

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

دیئے جاسکتے ہیں۔

کوئی بھی ایسا طریقہ کار جو صلیب کو پسِ پُشت ڈال دے، جس طرح کہ ''مقصد یا غرض سے گزرنے والی زندگی'' بھی کرتی ہے، وہ خدا کی طرف سے نہیں ہوگا۔ آسان اور صاف بات یہ ہے کہ یہ خداوند کی طرف سے نہیں!۔ نتیجتاً کسی کی زندگی میں بھی اس کا کوئی مثبت اثر نہیں ہوسکتا، کیونکہ یہ کلامِ مقدس کے مطابق نہیں ہے۔ حتیٰ کہ چالیس دن چلہ کشی کے بعد بھی، کوئی شخص یہ ہی محسوس کرے گا کہ اس کا گناہ کا مسئلہ تو ہنوز اس کے اندر موجود ہے۔

آئیں صرف ایک بار اور کہیں کہ: جواب صرف اور صرف مسیح کی صلیب میں ہے!

ایسی کئی باتیں جو کو کوئی نام دے دیا گیا اور کئی بے نام باتیں، سب کی سب ''ناواقفیت'' یا ''لاعلمی'' میں شمار کی جاتی ہیں۔ اور خداوند لاعلمی کیلئے کوئی اجر نہیں دیتا۔

باب 5

گنہگار فطرت اور انکار

موضوع	صفحہ
گناہ کا اصول	
آنے والی تبدیلی	
کیا گناہ کرنے سے پیشتر آدم اور حوا میں گنہگار فطرت تھی؟	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 5

گنہگار فطرت اور انکار

بدقسمتی سے، کئی منادی کرنے والے ایسے ہیں جو دعویٰ کرتے ہیں کہ ایماندار میں گنہگار فطرت نہیں ہوتی۔ اُن میں سے بعض اس بات سے متفق ہیں کہ ایماندار میں نجات پانے سے پیشتر گنہگار فطرت موجود تھی، لیکن ان کا کہنا ہے کہ اب وہ نجات پا چکا ہے اس لئے اس میں گنہگار فطرت موجود نہیں ہے۔ انہوں نے یہ نظریہ 2-کرنتھیوں 18-5:17 سے اخذ کیا ہے:

''اس لئے اگر کوئی مسیح میں ہے تو وہ نیا مخلوق ہے۔ پرانی چیزیں جاتی رہیں۔ دیکھو وہ نئی ہو گئیں۔''

''اور سب چیزیں خدا کی طرف سے ہیں جس نے مسیح کے وسیلہ سے اپنے ساتھ ہمارا میل ملاپ کرلیا اور میل ملاپ کی خدمت ہمارے سپرد کی''

یہ بلا شبہ سچ بات ہے کہ ایماندار ایک ''نیا مخلوق'' ہے، لیکن اس کے باوجود، ہم نے اب تک وہ سب کچھ حاصل نہیں کر لیا جس کی خاطر یسوع نے کلوری کی صلیب پر اتنی بڑی قیمت ادا کی تھی۔ ابھی ہمارے پاس بیعانہ ہے، یعنی یوں کہہ لیں کہ درصل جس طرح پولس نے کہا، ''پہلے پھل'' (رومیوں 8:23)۔

ہمارے جسمانی بدنوں کی خلاصی ہنوز نہیں ہوئی ہے اور جی اٹھنے سے پہلے تک نہیں ہوگی جب ہمیں جلالی بدن دیا جائے گا۔ چونکہ گنہگار فطرت جسمانی بدن میں ہو کر کام کرتی ہے، لہٰذا پولس جسمانی بدن کی بابت ہی بات کر رہا ہے جب اس نے رومیوں کے خط کے چھٹے اور آٹھویں باب میں بھی ذکر کیا۔

چھٹے باب میں پولس نے لگا ''گناہ'' سترہ 17 بار استعمال کیا ہے۔ اس متن کی اصل زبان یونانی میں، اُن میں سے پندرہ بات لفظ گناہ کو ''اسمِ معرفہ'' کے طور پر استعمال کیا ہے یعنی یہ کوئی خاص ذکر ہے۔ صرف 15-14 آیات میں لفظ گناہ کو ''اسمِ نکرہ'' کے طور پر عمومی بیان کے طور پر استعمال کیا گیا ہے۔ 14 ویں آیت میں بھی اگر چہ اسمِ معرفہ کے طور پر ذکر ہے تاہم ایسے اسم کے طور پر استعمال کیا گیا ہے جس سے پولس رسول کا مقصد ''گنہگار فطرت'' کو اُسی تسلسل کے ساتھ بیان کرنا ہے۔ صرف پندرہویں آیت میں ''گناہ'' کو عملی گناہ کے معنوں میں استعمال کیا گیا ہے۔

ان سب باتوں کا کیا مطلب ہے؟

گناہ کا اصول

جب کبھی ''گناہ'' کو بطور اسمِ معرفہ استعمال کیا گیا تو اس کا مطلب ہے ''کوئی خاص گناہ''، اس کا مطلب گناہ کا عمومی عمل نہیں بلکہ گناہ کا بنیادی اصول مراد ہے، یا ''گنہگار فطرت''، یعنی بدی کی فطرت۔ اگر کوئی رومیوں کے خط کے چھٹے باب میں سے اس لفظ ''گنہگار فطرت'' یا ''بدی کی فطرت'' کا متبادل ''گناہ'' لفظ استعمال کرے تو درست معنوں کے نزدیک آ جائے گا۔ جب کسی اسم کو بطور اسمِ معرفہ استعمال کیا جائیگا، تو سمجھیں کہ گنہگار فطرت کی بات ہو رہی ہوگی۔ میرا خیال ہے کہ میں کنگ جیمز کے ترجمہ کا جو ورژن استعمال کرتا ہوں، اس میں اسمِ معرفہ اس لئے استعمال نہیں کیا گیا کیونکہ ایسا استعمال انگریزی زبان میں معیوب لگتا ہے۔

اب، اگر ایماندار میں گنہگار فطرت نہیں ہوتی، جیسا کہ بعض لوگ دعویٰ کرتے ہیں، تو با الفاظِ دیگر وہ گنہگار فطرت کے وجود سے

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

انکار کرتے ہیں، پھر پاک روح نے ایسی بے شمار تشریحات کسی ایسی بات کے لئے دی ہیں جس کا وجود ہی نہیں ہے۔لیکن سچائی کی بات یہ ہے کہ، گنہگار فطرت یقینی طور پر موجود ہوتی ہے۔ وہ پوشیدہ ہو جاتی ہے اور اسے پوشیدہ ہی رہنا چاہئے لیکن صرف اس صورت میں جب کوئی ایماندار صلیب پر اپنے درست ایمان کا عملی مظاہرہ کرے۔ ورنہ وہ جلد سامنے آ جائے گی، تیزی سے کام کرے گی اور فانی بدن پر حکمرانی اور تسلط شروع کر دے گی، بالکل ویسے جیسے کوئی شخص ایمان لانے سے پہلے ہوتا ہے، اور جیسا کہ سمجھا جاتا ہے، اس سے ہر طرح کی مصیبت پیدا ہوتی ہے (رومیوں 6:12)۔

اگر ایماندار کی زندگی میں گنہگار فطرت نام کی کوئی چیز نہیں ہوتی، تو پولس کیوں کہتا ہے کہ ''پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے''۔ جس چیز کا کوئی وجود ہی نہ ہو اس کا تقاضا کرنا بے فائدہ ہوگا۔ پس، گنہگار فطرت کی کسی میں موجودگی سے انکار در اصل حقیقت سے آنکھ چرانے کے مترادف ہے۔

یوحنا، جسے یسوع عزیز رکھتا تھا، اس موضوع پر اس طرح سے بات کرتا ہے کہ ''اگر ہم کہیں کہ ہم بے گناہ ہیں تو اپنے آپ کو فریب دیتے ہیں (یہاں لفظ گناہ بطور اسم استعمال ہوا ہے، اس لئے اس کا اشارہ گنہگار فطرت کی طرف ہے)، اور ہم میں سچائی نہیں'' (1 یوحنا 1:8)۔

پس، رسول اس حوالہ میں نہایت واضح طور پر بات کرتا ہے، اور بڑی وسعت کے ساتھ کہتا ہے کہ اگر کوئی ایماندار انکار کرتا ہے کہ اس میں گنہگار فطرت نہیں ہے تو وہ خود کو فریب دیتا ہے۔

آنے والی تبدیلی

جب خدا کا نرسنگا پھونکا جائے گا تو ہم سب بدل جائیں گے۔
پولس نے کہا کہ:
''کیونکہ ضرور ہے کہ یہ فانی جسم (گنہگار فطرت) بقا کا جامہ پہنے (جلالی بدن میں گنہگار فطرت نہیں ہوگی)
اور یہ مرنے والا جسم (جسم والا بدن) حیاتِ ابدی کا جامہ پہنے (ہمیں جلالی بدن دیا جائے گا)'' (1- کرنتھیوں 15:53)
تب، آنے والے دن میں، کوئی گنہگار فطرت نہیں ہوگی۔

کیا گناہ کرنے سے پیشتر آدم اور حوا میں گنہگار فطرت تھی؟

جی نہیں! ظاہر سی بات ہے، کہ ان میں گنہگار فطرت نہیں تھی۔ انہوں نے کوئی گناہ نہیں کیا تھا، مطلب کہ وہ خدا کے ساتھ کامل رفاقت میں تھے؛ بہر حال، جب زوال کا وقت آیا تو گنہگار فطرت انسانی وجود کا حصہ بن گئی اور آج کے دن تک مسلسل اس کا حصہ بنی ہوئی ہے، اس حقیقت کے پیشِ نظر کہ ہر شخص اُس ابتدائی گناہ کی حالت میں ہی پیدا ہوتا ہے۔

جب ہم نئے سرے سے پیدا ہوتے ہیں، تو کئی چیزیں بدل جاتی ہیں، لیکن فانی بدن نہیں بدلتا۔ اور اگر چہ گناہ کا آغاز دل سے ہوتا ہے، تو بھی اس پر عمل در آمد جسمانی بدن کے وسیلہ سے ہی ہوتا ہے۔ سچائی یہ ہے کہ، جسمانی بدن غیر جانبدار ہے (اس کا اپنا کوئی فیصلہ نہیں)۔ یہ اپنے آپ میں پاک یا ناپاک نہیں ہے، راستباز یا ناراست نہیں ہے۔ اس کی حالت کا دارومدار اس بات پر ہے کہ اسے کیسے استعمال

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

کیا جاتا ہے۔اس تعلق سے پولس نے کہا کہ:

''پس گناہ تمہارے فانی بدن میں بادشاہی نہ کرے کہ تم اس کی خواہشوں کے تابع رہو۔اور اپنے اعضا ناراسی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ کے حوالہ نہ کیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے زندہ جان کر خدا کے حوالہ کرو اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو'' (رومیوں 6:12-13)۔

آئیں اب ان دو آیات کا The Expositor's New Testament کی روشنی میں جائزہ لیں:

''پس گناہ (گنہگار فطرت) تمہارے فانی بدن میں (ظاہر ہوتا ہے کہ گنہگار فطرت دوبارہ ایماندار کی زندگی یا دل پر بادشاہی کر سکتی ہے، اگر ایماندار مسیح اور مسیح کی صلیب کو مسلسل تکتا نہیں رہتا؛ فانی بدن غیر جانبدار ہے، جس کا مطلب یہ ہے کہ نہ ہی راستباز ہے اور نہ ہی ناراست) بادشاہی (حکمرانی) نہ کرے کہ تم اس کی خواہشوں (اگر صلیب پر ایمان برقرار نہ رکھا جائے تو دنیاوی شہوتوں کو فانی بدن کے وسیلہ سے پائی تکمیل کو پہنچانے والے کام) کے تابع رہو [1-کرنتھیوں 1:17-18]۔

''اور اپنے اعضا (اپنے فانی بدن کے اعضا) ناراسی کے ہتھیار ہونے کے لئے گناہ (گنہگار فطرت) کے حوالہ نہ کیا کرو بلکہ اپنے آپ کو مردوں میں سے زندہ جان کر (ہم مسیح کے ساتھ ''نئی زندگی میں جی اٹھے ہیں) خدا کے حوالہ کرو (ہمیں اپنا آپ مسیح اور اس کی صلیب کے سپرد کرنا ہے؛ جو گنہگار فطرت پر غالب آنے کی واحد ضمانت ہے) اور اپنے اعضا راستبازی کے ہتھیار ہونے کے لئے خدا کے حوالہ کرو'' (یہ کام صرف صلیب اور اس پر مکمل کئے گئے کام پر ایمان کے وسیلہ سے ہی کیا جا سکتا ہے، ایسا ایمان جو ہر روز اس مکمل کردہ کام پر قائم اور برقرار رہے) لوقا (9:23-24)۔

گزشتہ صدیوں میں، ایسے ہزاروں لوگ تھے جنہیں معلوم تھا کہ بدن بُرے اعمال کے لئے استعمال ہوتا ہے، وہ جو کوئی بھی تھے، ان کا خیال تھا کہ بدن کو اذیت دینے سے شاید مسئلہ حل ہو جائے گا۔لیکن ایسا نہ ہو سکا، اور ایسا ہو گا بھی نہیں! دراصل، فانی بدن مسئلہ نہیں ہے؛ بدن کو ایک ہتھیار یا ذریعہ ہے جسے راستبازی یا ناراستی کے لئے استعمال کیا جا سکتا ہے۔

اگر ایماندار مسیح پر اور صلیب پر اپنے پورے ایمان کا مظاہرہ نہ کرے، اور ہر بات میں صلیب ہی کو ایمان کا مرکز نہ بنائے تو ایسا ایماندار ہرگز اس لائق نہیں ہو سکتا کہ وہ اپنے بدن کے اعضا کو راستبازی کے ہتھیار بنا سکے خواہ وہ جتنی بھی کوشش کیوں نہ کر لے۔سیدھی سی بات ہے کہ اس طریقہ سے یہ کام نہیں کیا جا سکتا، قطع نظر کہ ایماندار کتنی سخت جدوجہد کرتا ہے۔

جب ایماندار مسیح پر اور صلیب پر پوری طرح ایمان رکھے تو، پاک روح جو کہ خدا ہے اور سب کچھ کرنے کی قدرت رکھتا ہے وہ آسانی کے ساتھ گنہگار فطرت پر قابو پا لیتا ہے، ایماندار کے لئے اس بات کو ممکن بناتے ہوئے کہ اپنے بدن کے اعضا کو پوری طرح راستبازی کے ساتھ منسلک رکھ سکے۔یہ خدا کا طریقہ کار ہے، اور یہ اُس کی واحد راہ ہے!

باب 6

گنہگار فطرت اور سند

مضمون	صفحہ
نجات یافتہ؟	
مسیحی اپنی اپنی تقدیس کے لئے کوشاں	
غلط سمت (غلط راہ)	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 6

گنہگار فطرت اور گناہ کا اجازت نامہ

کچھ ایسے مسیحی بھی ہیں جنہیں علم ہے کہ گنہگار فطرت ایماندار کے اندر موجود ہوتی ہے۔ اسی وجہ سے، وہ اس بات کو بہانہ یا عذر بنا کر گناہ کرتے اور کرتے ہی رہتے ہیں۔ دیگر الفاظ میں، اُن کا کہنا ہے کہ ''میرے اندر گنہگار فطرت ہے، اس لئے میں گناہ کئے بغیر نہیں رہ سکتا''۔ زیادہ تر لوگ پولس رسول کی لکھی ہوئی اس آیت کی طرف جاتے ہیں کہ ''جو کام میں کرتا ہوں اس کو نہیں جانتا کیونکہ جس کا میں ارادہ کرتا ہوں وہ نہیں کرتا بلکہ جس سے مجھ کو نفرت ہے وہی کرتا ہوں'' (رومیوں 7:15)۔

ایسے لوگ ''عدم معرفت'' یا غیر شرعی Antinomianism ہونے کے گناہ میں قصوروار ہیں۔ لفظ Anti کا یونانی زبان میں مطلب ہے کسی چیز کا عین متضاد، مخالف، اُلٹ۔ Nomi کا یونی زبان میں مطلب ہے قانون، شریعت، آئین۔ دیگر الفاظ میں، ایسے لوگ شریعت یا قانون سے ماورا زندگی گزارتے ہیں، یعنی گناہ کو بہت ہلکی پھلکی بات سمجھتے ہیں۔

اس کے علاوہ وہ پولس کے ایک اور بیان کی طرف لپکتے ہیں کہ ''اور بیچ میں شریعت آ موجود ہوئی تا کہ گناہ زیادہ ہو جائے مگر جہاں گناہ زیادہ ہوا وہاں فضل اس سے بھی نہایت زیادہ ہوا'' (رومیوں 5:20)۔ وہ عذر پیش کرتے ہیں کہ جب فضل گناہ سے زیادہ زورآور ہے تو پھر گناہ کی بابت پریشانی کی کیا بات ہے؟ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، وہ گنہگار فطرت کو گناہ کرنے کی سند یا اجازت نامہ کے طور پر استعمال کرتے ہیں۔

پولس رسول نے اس متکبہ فکر سے یہ سوال کرتے ہوئے بات کی ہے کہ:

''پس ہم کیا کہیں؟ کیا گناہ کرتے رہیں تا کہ فضل زیادہ ہو؟ ہرگز نہیں۔ ہم جو گناہ کے اعتبار سے مر گئے کیوں کر اس میں آئندہ کو زندگی گزاریں؟ (رومیوں 6:1-2)۔

لہٰذا، اس حقیقت کو زیرِ استعمال لانے کیلئے کہ کسی میں گنہگار فطرت ہوتی ہے، اس بات کا دعویٰ کرنا کہ گناہ کئے بغیر نہیں رہ سکتے، اس کے گلی محلّہ میں استعمال ہونے والی اصطلاحات استعمال کرنے سے کام نہیں چلتا!۔ جو لوگ ایسی باتیں سوچتے ہیں اور کئی لوگ سوچتے ہیں، سب سے پہلے تو انہیں گنہگار فطرت کے بارے میں زیادہ علم ہی نہیں ہے، دوسری بات یہ ہے کہ وہ صلیب کے بارے میں کچھ نہیں جانتے۔ خدا ہمیں گناہ میں محفوظ نہیں کرتا بلکہ گناہ سے محفوظ کرتا اور بچاتا ہے۔

نجات یافتہ؟

مجھے ایسے شخص کی نجات کی بابت پوری سنجیدگی کے ساتھ شک ہے۔ کیونکہ جو کوئی فی الحقیقت یسوع مسیح کو جانتا ہے اور جو درست طور سے مسیح کو اپنا نجات دہندہ قبول کرتا ہے، تو آخری کام جو وہ کرنا چاہتا ہے وہ ہے گناہ۔ ایسے ایماندار کے دل اور زندگی میں پاک روح نے روحانی یعنی الٰہی فطرت رکھی ہوتی ہے اور گناہ اس کے لئے ہولناک ہوتا ہے۔ ایسا شخص گناہ کرنے کیلئے بہانے نہیں ڈھونڈتا بلکہ گناہ نہ کرنے کی تدبیر کرتا ہے۔

چونکہ یہ بات نہایت ہی اہمیت کی حامل ہے، ازراہِ کرم مجھے اجازت دیں کہ ایک بار پھر یہ کہہ سکوں کہ: جب کوئی شخص مسیح کے پاس

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

آ تا ہے تو وہ شخص فی الحقیقت مسیح یسوع میں ''نیا مخلوق'' ہوتا ہے۔ کیونکہ ''پرانی چیزیں'' فی الحقیقت ''جاری رہی ہیں'' اور ''دیکھو وہ سب نئی ہو گئیں'' (2 کرنتھیوں 5:17)۔ جس گناہ اور بدی سے وہ کسی وقت محبت رکھتا تھا اب وہ شخص ان باتوں سے نفرت کرتا ہے۔ جب بات سے وہ پہلے نفرت کرتا تھا یعنی خدا کے لئے زندگی گزارنے جیسی باتوں سے، اب وہ ان سے محبت رکھتا ہے۔ حقیقت میں، ایسے شخص کی ''انسانی فطرت'' بدل جاتی ہے کیونکہ وہ ''نئے سرے سے پیدا ہوا ہے'' (یوحنا 3:3,16)۔ لیکن بدقسمتی سے، زیادہ تر لوگ جب مسیح کے پاس آتے ہیں تو اُن کو خدا کے واضح کردہ فتح کے سلسلہ کی بابت بہت کم تعلیم دی جاتی ہے اسی لئے وہ غلط انداز سے مسیح کیلئے زندگی گزارنے کا سفر شروع کر دیتے ہیں۔

اصل موضوع پر واپس آتے ہیں، اگر کوئی شخص گناہ کرنا چاہتا ہے تو وہ شخص درحقیقت نجات یافتہ نہیں ہے۔ اسی تعلق سے عزیز رسول یوحنا نے کہا کہ ''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا کیونکہ اس کا تخم اس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے'' (1 یوحنا 3:9)۔

آ ئیں اس آیت کو The Expositor's New Testament کی روشنی میں دیکھیں:

''جو کوئی خدا سے پیدا ہوا ہے وہ گناہ نہیں کرتا (عملاً گناہ نہیں کرتا) کیونکہ اس کا تخم (اس کا اشارہ خدا کے کلام کی طرف ہے) اس میں بنا رہتا ہے بلکہ وہ گناہ کر ہی نہیں سکتا (وہ گناہ کرنا جاری نہیں رکھ سکتا) کیونکہ خدا سے پیدا ہوا ہے'' (اس کا اشارہ حقیقی مسیحی کے دل میں گناہ کی بابت دشمنی یا مخالفت کی طرف ہے)۔

یوحنا نے یہ بھی کہا کہ ''اور تم جانتے ہو کہ وہ اس لئے ظاہر ہوا تھا کہ گناہوں کو اٹھا لے جائے (اور اس نے یہ کام صلیب پر سے کیا: مسیحی شخص اس کام کو نہیں کر سکتا جن کاموں کو اٹھانے اور مٹانے کے لئے مسیح آیا تھا) اور اس کی ذات میں گناہ نہیں۔

جو کوئی اس میں قائم رہتا ہے وہ گناہ نہیں کرتا (عملاً گناہ کرتا ہی نہیں)۔ جو کوئی گناہ کرتا (گناہ کا عمل) ہے نہ اس نے اسے دیکھا ہے اور نہ جانا ہے'' (جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، یسوع گناہوں میں محفوظ نہیں کر دیتا، بلکہ گناہوں سے نجات دے کر بچا لیتا ہے۔ اگر ہم صلیب پر نگاہ کریں تو ''گناہ کا ہم پر کچھ اختیار نہیں'' (رومیوں 6:24؛ 1 یوحنا 3:5-6)۔

مسیحی اپنی اپنی تقدیس کے لئے کوشاں

افسوسناک بات یہ ہے کہ نجات پانے کے باوجود زیادہ تر مسیحی نہ تو خدا کو جانتے ہیں اور نہ خدا کیلئے زندگی گزارتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ تقریباً وہ سب طریقے جن میں ان کو تعلیم دی جاتی ہے، اس حقیقت کو پامال کرتے ہیں کہ وہ راہیں غلط ہیں۔ کسی کو کیسا ہونا چاہئے، کسی کو درحقیقت کس طرح کا ہونا چاہئے، اس کا تعلق صرف اور صرف پاک روح کی قدرت اور اختیار کیساتھ ہے۔ ہم جو کچھ بننا چاہتے ہیں، وہ اپنے آپ کو بنا نہیں سکتے۔ بدقسمتی سے، اس موضوع پر تقریباً تمام تر تعلیمات محض ایسی ہیں کہ ہر شخص اپنی اپنی تقدیس کے لئے کوشش میں مصروف ہے۔

اس تعلق سے پولس کا فرمانا ہے کہ:

''کیا تم ایسے نادان ہو کہ روح کے طور پر شروع کر کے اب جسم کے طور پر کام پورا کرنا چاہتے ہو؟'' (گلتیوں 3:3)

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

کوئی شخص خود اپنی تقدیس نہیں کر سکتا، قطع نظر کہ وہ کتنا ہی مذہبی کوششیں کیوں نہ کر لے، جس طرح کہ جسم خود جسم کی تقدیس نہیں کر سکتا۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے یہ کام صرف اور صرف پاک روح کے وسیلہ سے ہوسکتا ہے، جو قطعی طور پر صلیب پر سے کئے گئے کام کی ہم آہنگی میں رہتے ہوئے سب کچھ کرتا ہے، اور تقاضا کرتا ہے کہ ایماندار قطعی طور پر مسیح اور مسیح کی صلیب پر ایمان کی گواہی رکھے۔ یہ ہمیشہ ایمان ہی کا معاملہ ہوتا ہے لیکن لازم ہے کہ یہ ایمان درست چیز پر ہو، اور وہ درست چیز ہمیشہ مسیح کی صلیب ہی ہے (رومیوں 5-6:3؛ 1 کرنتھیوں 2:2 ;1:17-18,23؛ گلتیوں 6:14)۔

غلط سمت (غلط راہ)

جب کوئی منادی کرنے والا ایمانداروں کو بتانے کی کوشش کرتا ہے کہ خدا کے ساتھ زندگی کیسے گزاری جاتی ہے، تو تقریباً ہر بار وہ کچھ اصولات بیان کرتا ہے جو عمومی طور پر تشکیل دیئے گئے ہوں، خود اُس کی طرف سے یا دوسروں کی طرف سے تشکیل دیئے گئے ہوں۔ جب میں ٹیلی ویژن وغیرہ پر اس سارے مواد کو دیکھتا ہوں جو منادی کرنے والوں کی طرف سے پیش کیا جاتا ہے، تو اپنے دل میں جانتا ہوں کہ اسے کتنی ہی ہوشیاری کے ساتھ کیوں نہ تیار کیا گیا ہو، تاہم وہ سب بے کار اور فضول ہے!

میں یہ بات کیسے جانتا ہوں؟

مجھے اس لئے معلوم ہے کیونکہ منادی کرنے والے صلیب کی منادی نہیں کر رہے ہوتے۔

ایماندار کیلئے اس بات کو سمجھنا لازم ہے کہ بات ان کاموں کی نہیں ہے جو ہم کرتے ہیں بلکہ یہ بات ایمان کی ہے کہ ہم کیا ایمان رکھتے ہیں۔ درحقیقت، یہ معاملہ اعمال کا ہرگز نہیں ہے، بلکہ ہمیشہ ایمان کا معاملہ ہوتا ہے۔

پولس نے کہا کہ "مگر جو شخص کام نہیں کرتا (نجات یا فتح مندی کے لئے اعمال پر تکیہ نہیں کرتا) بلکہ بے دین کے راست باز ٹھہرانے والے (مسیح اور صلیب کے وسیلہ سے) پر ایمان لاتا ہے اس کا ایمان اس کے لئے راست بازی گنا جاتا ہے" (خدا صرف مسیح اور صلیب پر اس کے لئے ہوئے کام پر ایمان کی بنیاد سے ہی راستبازی کا اجر دیتا ہے) [رومیوں 4:5]۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 7

گنہگار فطرت اور مزاحمت (جنگ)

موضوع	صفحہ
غلط سوچ	
مسیح کی آزمائش	

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 7

گنہگار فطرت اور مزاحمت (جنگ)

بہت ہی حیرانی کی بات ہے کہ گنہگار فطرت کے خلاف مزاحمت یا جنگ کا تعلق سب سے زیادہ ان ایمانداروں سے ہے جو بہت ہی زیادہ پاک کئے گئے ہیں۔ وہ اعلیٰ سطح تک خداوند سے پیار کرتے ہیں؛ پس خداوند کے حضور ناکام ہونا ان کے لئے ناقابلِ برداشت بوجھ ہوتا ہے۔ تو بھی، صلیب کی فتح سے ناواقف ہونے کی وجہ سے وہ خداوند کے حضور مسلسل ناکام ہوتے ہیں، اور اسی طرح سے جنگ میں بھی۔ دراصل، ان لوگوں میں سے زیادہ تر کو اس ایمان کی طرف لایا گیا ہے کہ یہی روزمرہ مسیحی زندگی کا تجربہ ہے، اور یہ روزانہ کی جنگ ہے۔

یقینی سی بات ہے کہ مسیحیوں کو "اچھی کشتی لڑنے کی ضرورت ہے" (1 تیمتھیس 6:12)، لیکن یہ ہماری جنگ کی آخری حد ہونی چاہئے۔ دراصل، اگر کوئی مسیحی گناہ کے ساتھ جنگ کرتا ہے تو ایسی جنگ لڑنے کی کوشش میں رہتا ہے جس میں جیتنے کی کوئی امید نہیں ہے۔ خداوند یسوع مسیح صلیب تک اس لئے گیا تا کہ گناہ کا قرض چکایا جائے اور گناہ کو شکست دی جائے۔

اس تعلق سے، کلامِ مقدس واضح طور پر بیان کرتا ہے کہ:

"لیکن یہ شخص ہمیشہ کے واسطے ایک ہی قربانی گزران کر خدا کی دہنی طرف جا بیٹھا۔ اور اسی وقت سے منتظر ہے کہ اس کے دشمن اس کے پاؤں تلے کی چوکی بنیں۔
کیونکہ اس نے ایک ہی قربانی چڑھانے سے ان کو ہمیشہ کے لئے کامل کر دیا ہے جو پاک کئے جاتے ہیں۔"(عبرانیوں 10:12-14)

دیگر الفاظ میں، ہمارے خداوند نے کامل اور پورے طور سے کلوری کی صلیب پر گناہ کو شکست دی ہے۔ اُس کی اپنی قربانی کامل تھی، نہایت کامل اور مکمل اور حتمی، اور بالکل آخری کہ ایسے دوبارہ کبھی دہرایا نہیں جائے گا۔ اسی لئے پولس اس عظیم عہد کو "ابدی اور دائمی عہد" کہتا ہے، اور اس کا یہ ہی مطلب ہے کیونکہ یہ کامل تھی اور کامل ہے اور دوبارہ کبھی نہ دہرائی جائے گی اور نہ اس میں کوئی ترمیم کی جائے گی (عبرانیوں 13:20)۔

اگر میں گناہ سے جنگ کرتا رہتا ہوں تو اس کا مطلب ہے شیطان مجھے کسی ایسی چیز پر ایمان رکھنے میں احمق بنائے رکھتا ہے جو حقیقت میں ہے ہی نہیں۔ کسی بھی مسیحی کو بلاشبہ اپنے ایمان کے ساتھ جنگ لڑنی چاہئے، لیکن وہ کبھی گناہ کے ساتھ جنگ نہیں لڑ سکتا، جیسا کہ پہلے بیان کیا گیا ہے کلوری پر وہ جنگ پوری طرح سے اور مکمل طور پر جیتی جا چکی ہے، یعنی اب کوئی ایسا گناہ باقی نہیں جس کے لئے یسوع کے کفارہ نہ دیا ہو۔

پس، گناہ کے ساتھ جنگ کرنے کا مطلب ہے نئے عہد کی شرائط پر عمل کرنے کی بجائے شیطان کی شرائط کے مطابق چلنا؛ فتح مندی صرف نئے عہد پر عمل کرنے میں ہی ہے۔

غلط سوچ

جیسا کہ بیان کیا گیا ہے، کئی مسیحی روزانہ کی بنیاد پر گناہ کے ساتھ جنگ میں مصروف ہیں، یہ دراصل قابلِ غور بات ہے، مسیحیوں میں اسی تجربے کی بہتات ہے۔

اگر آپ بھی ایسے ہی مسیحی ہیں تو کیا آپ نے کبھی غور کیا ہے کہ آپ اس جنگ میں کبھی فتح مند نہیں ہوتے بلکہ لڑائی ہارتے جا رہے ہیں؟ آپ محض اس لئے ہار رہے ہیں کیونکہ آپ کسی ایسے کام کی کوشش میں ہیں جو اول تو آپ کر ہی نہیں سکتے، دوم یہ کہ یسوع نے یہ کام پہلے ہی کر دیا ہوا ہے، جو کامل اور مکمل اور حتمی طور پر صلیب سے وہ کر چکا ہے۔

دیگر الفاظ میں، وہ ہمارا عوضی تھا، اُس کے ساتھ ہماری شناخت ہمیں کامل فتح مندی دیتی ہے۔ دراصل صلیب کا سارا معاملہ یہ ہی ہے۔ پولس اس بات کو یوں بیان کرتا ہے کہ ''......راستبازی اگر شریعت کے وسیلہ سے ملتی تو مسیح کا مرنا عبث ہوتا۔'' (گلتیوں 2:21)۔ ایسا ایماندار خواہ اس بات کو سمجھے یا نہ سمجھے، گناہ کے ساتھ اپنی جنگ میں وہ دراصل شریعت پر عمل پیرا ہوتا ہے، ایک ایسی حالت میں جس کو خداوند کی پذیرائی نہیں مل سکتی۔

ہم ایماندار جن باتوں کے ساتھ فتح مند زندگی گزارنے کی کوشش کرتے ہیں، وہ ہے مسیح پر علانیہ ایمان کا اظہار اور اس میں کسی حد تک بطور شریعت صلیب کا مقام ہے۔ درحقیقت، گناہ کے ساتھ ہماری جنگ یہ کہتی ہے کہ یسوع نے اپنا کام ٹھیک طرح سے نہیں کیا تھا، اور اُس نے کامل کفارہ کا جو کام کیا تھا اس میں ہمیں بھی اپنی وسیع تر کوشش شامل کرنی چاہئے۔ یہ ہمارے مسیح کی بہت بڑی ذلت ہے۔ ایسی حالت دراصل کسی بھی شخص کیلئے ''روحانی حرامکاری'' ہے اور خدا اس کو کبھی سراہ نہیں سکتا (رومیوں 7:1-4)۔

(براہِ کرم ہمارے راہنمائے مطالعہ بعنوان ''مسیح کی صلیب- روحانی حرامکاری'' کو ضرور دیکھیں)

ازراہِ کرم اس بات پر غور فرمائیں:

اگر ہم جنگ لڑتے اور جیت رہے ہیں، تو ہوسکتا ہے کچھ دیر بعد لڑائی میں ہم ہار جائیں۔ ایسے نتائج سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ جیسا کہ پیشتر بیان کیا گیا ہے، ہمیں صرف ''اچھی کشتی'' لڑنے کی ضرورت ہے۔ گناہ کے خلاف جنگ پہلے ہی کلوری کی صلیب پر جیتی جا چکی ہے۔

مسیح کی آزمائش

ہوسکتا ہے کسی کا اس سوال کے ساتھ بھی سامنا ہو جائے کہ یسوع بھی ''سب باتوں میں ہماری طرح آزمایا گیا تو بھی بے گناہ رہا'' (عبرانیوں 4:15)

جی ہاں، یسوع نے بھی آزمائشیں برداشت کیں، اور اسی طرح ہر ایماندار بھی کرے گا۔ لیکن یسوع نے کس طرح کی آزمائشیں برداشت کی تھیں؟ کیا یسوع حرامکاری سے آزمایا گیا تھا؟ چوری سے؟ جھوٹ سے؟ پُر زور جواب ہے کہ ہرگز نہیں!

اُس کی آزمائش، جو کہ سب حقیقی آزمائش تھی، یہ کہ شیطان اُسے خدا کی ظاہر کردہ مرضی کے دائرہ سے باہر نکالنے کیلئے کوشش میں تھا۔ حقیقی آزمائش صرف اور صرف یہ ہی ہوتی ہے۔ ایماندار کو خدا کی مرضی یعنی خدا کے کلام کے دائرہ سے باہر رکھ کر کام لینا، اور اس کے بعد گناہ کا عمل شروع ہوتا ہے۔ شیطان دراصل یہی کوشش کر رہا تھا جب اُس نے یسوع سے کہا کہ وہ پتھروں کو روٹی بنا دے (متی 4:3)۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

شیطان یسوع کو اکسا رہا تھا کہ وہ اپنی قدرت دوسروں کی بجائے اپنے لئے استعمال کرے۔ کیا خداباپ نے اسے کہا تھا کہ پتھروں کو اپنے لئے روٹی بنالے، اور اگر وہ بنانا چاہتا تو بنا بھی سکتا تھا، لیکن یہ کام خداباپ نے اسے نہیں کہا تھا، کم از کم اس وقت کے لئے تو ہرگز نہیں کہا تھا۔

جب کبھی ایماندار اس مقام پر پہنچتا ہے جہاں اس سے کوئی گناہ کروانے کی آزمائش ہو اور اس پر کسی نہ کسی طور قابو پانا ہو، تو یہ ہی گنہگار فطرت کی نشانی ہے۔ جیسا کہ بیان کیا گیا ہے چونکہ مسیحی تجربہ کے ساتھ واقعی ایک جنگ منسلک ہے، اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا، کہ وہ ایمان کی جنگ ہے۔

کئی سال پہلے، میں نے ایک بہت بڑے عالم منادا ے این ٹروٹر A.N.Trotter کو کہتے سنا کہ "ہمارے خلاف شیطان کا ہر حملہ خواہ وہ کسی بھی سمت سے حملہ آور ہو، کسی نہ کسی مقصد کے ساتھ ہوتا ہے، اور اس کا ہدف ہے ایمان کو تہس نہس کرنا، یا کم از کم اس ایمان کو شدید نقصان پہنچا کر کمزور کرنا۔" کیا وہ درست کہہ رہے تھے!

جی نہیں! ہمارے لئے خدا کی یہ مرضی نہیں ہے کہ ہم گناہ کے ساتھ جنگ لڑیں۔ یہ کوئی "کثرت کی زندگی" نہیں ہے" بلکہ "ہائے میں کیسا کمبخت آدمی ہوں!......(رومیوں 7:24)۔

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

باب 8
گنہگار فطرت اور فضل

موضوع صفحہ

پاک روح
جسم/بدن
ہر روز صلیب اٹھانا
مسیح کی صلیب
جھوٹی راہیں
بائبل مقدس
صلیب ناپسندیدہ کیوں ہے؟
حاصلِ کلام

باب 8
گنہگار فطرت اور فضل

ہم نے مختصراً جتنی باتوں کا ذکر کیا ہے، مثلاً، لاعملی، انکار، اجازت نامہ اور جنگ وغیرہ، ان میں '' خدا کا فضل '' ان مشکلات کا واحد بائبلی حل ہے۔ فضل کی معیاری تشریح یہ ہے، ''مستحق نہ ہونے کے باوجود رحم''۔ یہ یقیناً درست بات ہے بہر حال، اسے تھوڑا سا مختلف انداز سے بیان کرتے چلیں کہ خدا کا فضل دراصل خدا کی بھلائی ہے جو غیر مستحق ایمانداروں تک پہنچتا ہے۔

اب ہم فضل کی تقسیم یا وسعت کے دور میں زندگی گزار رہے ہیں، لیکن اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ فضل از خود ہی ہو جاتا ہے۔ دراصل، فضل کو بڑھایا بھی جا سکتا ہے اور ایماندار فضل سے محروم بھی رہ سکتے ہیں (گلتیوں 5:4)۔ خدا کے فضل کے تعلق سے، خداوند کا فضل جتنا 3000 سال پہلے تھا آج اس سے کسی طور زیادہ نہیں ہے۔ فرق صرف صلیب ہے۔

مسیح سب اچھی چیزوں کا وسیلہ ہے اور صلیب ان اچھی چیزوں کا ذریعہ۔ دیگر الفاظ میں، مسیح کی صلیب نے ہی یہ ممکن بنایا کہ خدا ہم پر فضل کا حقیقی دریا بہائے، اور وافر مقدار میں بہائے۔ ایسا فضل پانے کیلئے اور مستقل بنیادوں پر پانے کے لئے جو کہ دراصل پاک روح سے جاری ہوتا ہے، جو مسیح کے تمام کام کی سرپرستی کرتا ہے، ایماندار کو صرف مسیح پر اور اس کی صلیب پر ایمان ظاہر کرنا، اور مستقل بنیادوں پر کرنا ہوتا ہے۔ (رومیوں 6:3-14;8:1-2;11؛ کلسیوں 2:14-15)۔

اسی وجہ سے پولس نے کہا کہ:

> **''کیونکہ صلیب کا پیغام ہلاک ہونے والوں کے نزدیک تو بیوقوفی ہے مگر ہم نجات پانے والوں کے نزدیک خدا کی قدرت ہے'' (1 کرنتھیوں 1:18)**

پاک روح

جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے، یسوع مسیح نے صلیب پر جو کچھ بھی کیا اُس میں سے بغیر کسی کمی کے پاک روح کے کام اور اس کی ذات کے وسیلہ سے ہم تک پہنچا ہے دیگر الفاظ میں، پاک روح ہی ہم تک پہنچانے والا ہے، لہٰذا اسے خدا کا فضل یا خدا کی بھلائی کہہ سکتے ہیں۔

پولس بھی کہتا ہے کہ:

> **''کیونکہ زندگی کے روح کی شریعت نے مسیح یسوع میں مجھے گناہ اور موت کی شریعت سے آزاد کر دیا'' (رومیوں 8:2)۔**

پاک روح فدیہ کے کام کے ساتھ عین مماثلت اور ہم آہنگی میں کام کرتا ہے۔ صلیب ہی اس بات کو ممکن بناتی ہے کہ پاک روح مستقل ہمارے دلوں سکونت کرے اور ہمارے لئے خدا کا فضل پہنچانے کا اپنا کام کرتا رہے۔ وہ ہم سے صرف اس بات کا تقاضا کرتا ہے ہم مسیح پر اور جو کچھ مسیح نے صلیب پر کیا اس کام پر علانیہ ایمان رکھیں۔

بہر حال، جب ایماندار صلیب کے علاوہ کسی اور چیز پر ایمان رکھتا ہے یعنی وہ دوسری چیزوں کو ایمان کا مرکز بناتا ہے، تو اگرچہ پاک

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

روح بلاشبہ اس کے دل میں سکونت کرتا ہے اور ایسے شخص کی زندگی میں موجود ہوتا ہے، تاہم اس بنیاد پر وہ کسی کام میں اس کی مدد نہیں کرے گا۔اس طرح وہ ایماندار اپنے وسائل اور ذرائع میں ہی مصنوعی زندگی گزارتا رہ جاتا ہے اور جلد ہی قابلِ افسوس حد تک اس کی کوتاہی ظاہر ہونا شروع ہو جاتی ہے۔

پولس نے یہ کہتے ہوئے اِس کو ''جسم'' کہا ہے کہ:

''اور جو جسمانی ہیں وہ خدا کو خوش نہیں کر سکتے'' (رومیوں 8:8)

جسم/بدن

جسم سے مراد کسی شخص کی لیاقت اور قوت ہے۔ یہ افسوسناک حد تک ناکافی ہے۔اسے دیگر الفاظ میں بیان کریں گے، مسیحی تجربہ میں جو کچھ کرنے کی ضرورت ہوتی ہے وہ جسم کے وسیلہ سے نہیں کیا جا سکتا۔ یہ کام صرف روح القدس ہی کے ذریعہ پورا ہو سکتا ہے۔ہمیں ہمیشہ اس بات کا احساس ہونا چاہئے! اُس کے کام یعنی ہماری زندگی میں اُن کاموں کو رواں رکھنا جو صرف وہ ہی کر سکتا ہے، یہ خدا کی بھلائی ہے جو ہمارے لئے ظاہر ہوتی ہے، جسے ''فضل'' کہتے ہیں۔

پس لبِ لباب یہ ہے کہ، ایماندار کو صرف یہ کرنا ہوتا ہے کہ غالب آنے والی مسیحی زندگی گزارے، اسے سب سے پہلے یہ سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جو کچھ خدا کی طرف سے ہے وہ پہلے ہی پوری طرح سے، کامل طور پر مسیح یسوع کے وسیلہ سے، اور جو کچھ مسیح نے صلیب پر سے کیا وہ سب کچھ ممکن کر دیا ہوا ہے۔اسی لئے یسوع نے کہا تھا کہ:

ہر روز صلیب اٹھانا

''اور اس نے سب سے کہا کہ اگر کوئی میرے پیچھے آنا چاہے تو اپنی خودی (اپنی لیاقت اور اپنی طاقت یعنی جسم سے) سے انکار کرے اور ہر روز اپنی صلیب اٹھائے اور میرے پیچھے ہو لے۔
''کیونکہ جو کوئی اپنی جان بچانا چاہے وہ اسے کھوئے گا اور جو کوئی میری خاطر اپنی جان کھوئے وہی اسے بچائے گا'' (لوقا 9:23-24)

صلیب اس قدر اہم ہے کہ یسوع نے کہا، ہم ضرور اسے اٹھائیں اور روزانہ کی بنیاد پر اٹھائیں۔کسی کے لئے یسوع کی پیروی کرنے کا یہ کامیاب ترین طریقہ ہے۔ جب ہم ایسا کرتے ہیں تو پاک روح، جو واحد ہے جو ہم سے وہ کام کروا سکتا ہے جو ہمیں کرنا چاہئے، بامعنی انداز سے ہمارے دلوں اور زندگیوں میں کام کرتا ہے۔یقینی بات ہے کہ، گنہگار فطرت اس وقت پوشیدہ ہو جائے گی، اور ایماندار کیلئے کوئی مشکلات پیدا نہیں کر سکے گی!

لیکن اگر ''جسم کے کام'' کسی طور خود کو ظاہر کرنا شروع کر دیں (گلتیوں 5:19-21)، تو یہ اس بات کا یقینی نشان ہے کہ ہمارا ایمان غلط جگہ پر ہے یا کھو چکا ہے۔

آئیں ایک بار پھر کہیں:

''یہ سارا ایمان کا معاملہ ہے، لیکن ایمان بھی ہو تو ٹھیک جگہ یعنی مسیح کی صلیب پر''۔

مسیح کی صلیب

جیسا کہ پولس رسول کا بیان ہے: اگر ہم پوری طرح سے مسیح کی صلیب پر اپنا ایمان رکھیں تو:

''اس لئے کہ گناہ کا تم پر اختیار نہ ہوگا'' (رومیوں 6:14)

بلا شک وشبہ، اس حوالہ میں گناہ کو اسمِ معرفہ کے طور پر لکھا نہیں گیا، لیکن یہاں بھی اسے بطور اسم استعمال کیا گیا ہے، لہٰذا اس کا اشارہ گنہگار فطرت کی جانب ہے۔

یہ خدا کا طریقہ ہے، اگر ہم اس کے مطابق کام کریں یعنی خدا کی راہ سے، جو کہ صلیب کی راہ ہے، بجائے کہ ہم گناہ کو اپنے اوپر حکمرانی کرنے دیں، ہم اس پر قابو پالیں، اور یہی پاک روح کی مرضی اور ارادہ ہے۔

جھوٹی راہیں

کچھ عرصہ قبل، اتفاقاً مجھے ایک عزیز بھائی کی طرف سے خط ملا، جس کو میں جانتا نہیں تھا، اُس نے وضاحت کرنے کی کوشش کی کہ اُسے گناہ پر غالب آنے کا یقینی بھید معلوم ہوگیا ہے وغیرہ وغیرہ۔ حتیٰ کہ اس نے اپنے خط میں ذکر نہیں کیا تھا لیکن وہ بارہ کی حکمرانی والے منصوبہ کی بات کر رہا تھا۔ اس نے مزید کہا کہ کس طرح وہ اور اس کی بیوی اس منادی کرنے والے کے عبادتی اجتماع میں گئے جس کی میزبانی ایک پاسٹر کر رہے تھے جن کی امریکہ بھر میں خوب شہرت تھی۔ یہ میٹنگ صرف منادی کرنے والوں کے لئے تھی، اور کئی سو افراد وہاں موجود تھے۔

میزبان نے انہیں کہا کہ کاپی اور پنسل لے کر آئیں۔ تقریباً ایک گھنٹہ بعد، اس نے انہیں اس ''جدیدی طریقہ'' کی طویل فہرست پیش کی کہ گناہ پر غلبہ کیسے پا سکتے ہیں، وغیرہ وغیرہ۔ یقینی بات ہے کہ وہ شخص انجیل کی منادی نہیں کر رہا تھا۔ قابلِ افسوس بات ہے اور رنج کی بات ہے کہ وہ صلیب ہی کا پرچار کر رہا تھا اور درجنوں منادی کرنے والے وہاں شریک تھے۔

خیر جو کچھ بھی ہوا، جب میزبان نے اپنی پیش کش مکمل کر لی تو اس نے ان تمام منادی کرنے والوں اور ان کی بیویوں سے کہا کہ کاپی پر اپنی زندگی میں کئے گئے تمام گناہ لکھ دیں، خواہ وہ کتنے ہی ہولناک اور گندے گناہ کیوں نہ ہوں، وہ ضرور لکھ دیں۔ اس کام کا ختم کرنے کے بعد ان سے کہا گیا کہ، آدمی اپنے ساتھ کوئی دوسرا آدمی اور عورتیں اپنے ساتھ کوئی دوسری عورت ڈھونڈ لیں اور ایک دوسرے کے آمنے سامنے کھڑے ہو جائیں اور اپنی زندگیوں کے گناہ باآوازِ بلند پڑھیں جو انہوں نے عملاً، سوچ یا خیال اور دل میں کئے تھے، اور جو انہوں نے اپنی اپنی کاپیوں پر لکھے تھے۔

جس بھائی نے مجھے خط لکھا تھا، اس نے بتایا کہ اس کے گناہ اتنے سنگین نہیں تھے جیسے کہ دوسرے منادی کرنے والوں کے گناہ سنگین تھے۔ (؟)

جب ہر ایک جوڑے نے اپنے گناہوں کی فہرست باآوازِ بلند پڑھ لی، پھر انہیں کہا گیا کہ وہ اب ان کاغذوں کو پھاڑ کر چھوٹے چھوٹے ٹکڑے کر دیں، اور پھر وہ ٹکڑے فرش پر پھینک دیں۔ اس کے بعد انہیں کہا گیا کہ ان کاغذ کے ٹکڑوں پر اچھلیں کودیں، بلند آواز سے چیخ چیخ کر بولیں کہ اب ہم آزاد ہو گئے ہیں۔

یہ اس کی طرف سے فتح مندی کی تجویز تھی۔

بائبل مقدس

اگر کوئی بائبل مقدس میں سے ایسی مثال تلاش کرنا چاہئے تو اس کا وقت ہی ضائع ہوگا۔ یعنی ایسی کوئی مثال موجود نہیں ہے۔ اور چونکہ کلامِ مقدس میں ایسی مثال موجود نہیں اس لئے یہ کام بے فائدہ ہے، اور اس سے کسی کو کسی طرح کا کوئی فائدہ ہر گز نہیں ہوگا۔

نہایت بدبختی کی بات ہے کہ جن افراد کو روح سے معمور ہونا چاہئے تھا وہ ایسی حماقت میں پھنسے ہوئے ہیں۔ یہ اس بات کی علامت ہے کہ وہ یقینی طور پر پاک روح سے معمور نہیں ہیں۔ بلکہ یہ ایسی حماقت ہے جو ہر جگہ عام ہو رہی ہے اور اس طرح کے منادی کرنے والے ایسی باتوں کو خوب قبول کر رہے ہیں۔

وجہ کیا ہے؟

انہوں نے خدا کے کلام کو چھوڑ دیا ہے!

میں نے اُس بھائی کو جوابی خط لکھا اور خط لکھنے کیلئے اُن کا شکریہ ادا کیا، لیکن میں نے انہیں یہ الفاظ بھی لکھے تھے: ''پیارے بھائی! گناہ کے مسئلہ کا واحد جواب صلیب ہے''۔ مجھے دوبارہ ان کی طرف سے کبھی کچھ سننے کا موقع نہیں ملا، پس میں نے اندازہ لگایا کہ اسے میرے اخذ کردہ نتیجہ سے کوئی ہمدردی نہیں تھی۔

یہ بات افسوس کے قابل ہے کہ جب منادی کرنے والے، جو پاک روح سے معمور ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں، وہ ایسی غیر منطقی باتوں کی خاطر صلیب کا انکار کر دیتے ہیں۔ بدقسمتی سے، صلیب کبھی وسیع پیمانے پر پُرکشش نہیں رہی، بلکہ صلیب نہایت ہی ناپسندیدہ چیز ہے (گلتیوں 5:11)۔

صلیب ناپسندیدہ کیوں ہے؟

یہ اس لئے ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ انسان کو دکھاتی ہے کہ انسان درحقیقت ہے کیا، یعنی، وہ اپنی ذات میں کیا ہے، اور انسان کے پاس گناہ کو کوئی جواب اور حل نہیں ہے۔ انسان اس بات کو ماننا نہیں چاہتا کہ اس معاملے میں وہ بے بس اور لاچار ہے۔ بس یہی سوچتا رہتا ہے کہ وہ اپنے مقصد میں کامیاب ہو ہی جائے گا۔

مزید برآں، صلیب ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ گناہ دراصل کس قدر ہولناک ہے۔ اصل میں، گناہ اتنا بُرا ہوتا ہے کہ اس ہیبت ناک چیز کی وضاحت کیلئے یسوع مسیح کی صلیب کی ضرورت پیش آئی۔ انسان یہ بھی ماننا نہیں چاہتا کہ گناہ اتنا بُرا یا ہولناک ہوتا ہے یعنی، اتنا برا کہ بذاتِ خود وہ اس کا کچھ کر ہی نہیں سکتا۔ انسان سوچنا چاہتا ہے کہ وہ بھی گناہ کے برابر قد آور ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے، لیکن اس بات کو تسلیم کرنے سے نفرت کرتا ہے۔

صلیب اس لئے ناپسندیدہ ہے کیونکہ یہ ہمیں آگاہ کرتی ہے کہ خداوند درحقیقت کس قدر عجیب اور اعلیٰ خداوند ہے، جو کچھ اُس نے کیا وہ اور کون کر سکتا ہے، اس کا اشارہ گناہ میں گرے آدم کی کھوئی ہوئی نسل کو بچانے اور نجات دینے کیلئے صلیب اٹھانے کی طرف ہے۔ پس، صلیب انسان کی لاچاری کا اعلان کرتی ہے، اور خدا کی لیاقت کا اعلان کرتی ہے، اور بدقسمتی سے یہ بات انسان اپنے لئے مناسب نہیں جانتا۔ بہر حال، سچ یہ ہی ہے۔

گنہگار فطرت اور اس مشکل پر غالب آنے کے تعلق سے شاید درج ذیل مختصر کلیہ مددگار ثابت ہو سکے:

اپنی مدد
حاشیہ برائے مطالعاتی نوٹس

مرکزِ نگاہ: خداوند یسوع مسیح (یوحنا14:6)

ایمان کا مرکز: مسیح کی صلیب (رومیوں6:3-5)

قوت کا منبع: پاک روح (رومیوں8:1-2,11)

نتیجہ: فتح (رومیوں6:14؛گلتیوں2:20)

آ ئیں اب چھوٹے کلیہ کا متضاد دیکھیں، یعنی ایسا کام جو آج کل زیادہ تر مسیحی کرتے ہیں:

مرکزِ نگاہ: اعمال، کام (رومیوں4:2)

ایمان کا مرکز: کارکردگی (گلتیوں2:21)

قوت کا منبع: خودی (گلتیوں5:2)

نتیجہ: ناکامی، ہار! (گلتیوں5:4)

حاصلِ کلام

گناہ میں گرنے کے سبب سے انسان گنہگار فطرت لے کر پیدا ہوتا ہے۔ اس کا اشارہ بدی اور گناہ کے رجحان اور مائل ہونے کی طرف ہے۔ گنہگار فطرت ہر بے ایمان کو پوری طرح سے اپنی غلامی اور اختیار میں رکھتی ہے اور ہر لحاظ سے بھی۔

جب ایمان لانے والا گنہگار مسیح کے پاس آ جاتا ہے، تو گنہگار فطرت اُس وقت سے بلاشبہ پوشیدہ ہو جاتی ہے۔ بہرحال، اگر ایماندار مسیح کی صلیب کے علاوہ کسی چیز کو ایمان کا مرکز بناتا ہے تو نتیجہ صرف ناکامی اور ہار کی صورت میں نکلے گا، اور یوں کہیں کہ گنہگار فطرت اس عمل سے دوبارہ جی اٹھے گی، اور پھر ایماندار کی زندگی پر بادشاہی یا حکمرانی کرے گی۔

ایماندار کیلئے گنہگار فطرت پر مکمل فتح کی واحد راہ، اور میں مستقل فتح کی بات کر رہا ہوں، یہ ہے کہ اس کا ایمان پورے طور پر مسیح اور اس کی صلیب پر ہو، اور پھر اسے مسلسل برقرار بھی رکھے۔ اگر ایماندار ایسا کرے گا اور مستقل بنیادوں پر کرتا رہے گا تو پاک روح بڑی قوت کے ساتھ ایسے ایماندار کی زندگی اور دل میں کام کرے گا، راستبازی، پاکیزگی، مسیح کی مانند ہونا اور روح کے پھل پیدا کرے گا۔ جیسا کہ ہم بار بار کہہ چکے ہیں: مسیح منبع ہے اور صلیب ذریعہ ہے (لوقا9:23-24؛ رومیوں6:1-14; 8:1-2, 11؛1-کرنتھیوں 1:17-18, 23; 2:2؛گلتیوں6:14؛کلسیوں2:14-15)۔